نمبر ۶۹ | مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء | مطابق ۶ شوال سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رمضان المبارک میں قرآن کریم کا جو درس دے رہے تھے۔ وہ بفضلِ خدا ۲۸ رمضان المبارک کو ختم ہوا۔ بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصےٰ میں اس مقام پر کھڑے ہو کر جہاں مولانا موصوف درس دیتے ہیں۔ سورتوں کی ایک گھنٹہ کے قریب نہایت لطیف تفسیر فرمائی۔ حضور متواتر کئی سال سے اس موقعہ پر ان سورتوں کی تفسیر فرماتے ہیں۔ اور ہر دفعہ نئے نئے حقائق اور معارف کے دریا بہاتے ہیں۔ تقریر کے بعد حضور نے محراب مسجد میں قبلہ رو بیٹھ کر دعا شروع فرمائی۔ مردوں اور عورتوں کا اتنا بڑا اجتماع تھا۔ کہ وسیع مسجد ناکافی ثابت ہو رہی تھی۔ دعا آدھ گھنٹہ تک نہایت خشوع اور خضوع سے ہوتی رہی۔ مجمع پر بے حد رقت طاری تھی کئی اصحاب کے سینے ہنڈیا کی طرح اُبل رہے تھے۔ اور آنسو تو غالباً ہر آنکھ سے رواں تھے۔ اس موقعہ پر اردگرد کے دیہات کے علاوہ گورداسپور۔ بٹالہ۔ امرتسر اور لاہور وغیرہ سے بھی کئی اصحاب تشریف لائے ہوئے تھے۔

یکم مارچ کو اگرچہ ابر تھا اور صفائی کے ساتھ عام لوگوں کو چاند نظر نہ آیا۔ لیکن رات کے گیارہ بجے تک بعض لوگوں کے چاند دیکھنے کی شہادتیں جمع ہو گئیں مولانا سید سرور شاہ صاحب نے ان کی بناء پر نیز اخباری اطلاعات جن کی رو سے یکم مارچ کو پورے تیس روزے ہو چکے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں معاملہ پیش کیا۔ حضور نے اخباری شہادتوں کو تو ردّ فرما دیا۔ لیکن رؤیت کی شہادتوں پر ۲ مارچ عید کرنے کے لئے اعلان کی اجازت دے دی۔ اس پر رات کے ۱۲ اور ایک بجے کے درمیان اعلان کرا دیا گیا۔ اور صبح ۹ بجے کے قریب عید گاہ میں عید کی نماز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ کے بعد دعا کی گئی۔ اور احباب نے حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب ٹیری ٹوریل فورس کی تین ماہ کی ٹریننگ کے بعد انبالہ چھاؤنی سے تشریف لے آئے ہیں۔ آپ بفضلِ خدا میرٹھ میں چاندماری کے کمپٹیشن میں فسٹ رہے۔

جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب اور جناب مفتی محمد صادق صاحب آل انڈیا مسلم لیگ کے ۲۸ فروری کے اجلاس میں شمولیت کے لئے دہلی تشریف لے گئے تھے۔ خان صاحب واپس تشریف لے آئے ہیں۔

سال ٹوئن کمیٹی کے لئے امیدواروں کے کھڑے ہونے کی آخری تاریخ ۲۸ فروری تھی۔ اسلئے لوکل کمیٹی کے زیر انتظام مختلف وارڈز کے ووٹروں کے جلسے ہوئے۔ تاکہ اہل وارڈ کی طرف سے بہتر آدمی کو نامزد کیا جائے۔ عموماً سابقہ ممبروں کو ہی منتخب کیا گیا۔

احمدی مبلغین لنڈن کی مساعی جمیلہ

حضرت ام المومنین عائشہؓ پر ناپاک حملے کے متعلق

رسالہ برطانیہ اور حوا کے ایڈیٹر نے معافی مانگ لی

ہندوستان کے طول و عرض کے مسلمانوں میں اس خبر سے ایک جوش پھیلا ہوا تھا کہ انگلستان کے مقتدر رسالہ برطانیہ اور حوا کے جنوری ۱۹۳۰ء کے نمبر میں حضرت عائشہؓ کے متعلق ایک مضمون نکلا ہے جس میں آپ کے متعلق نہایت ناشائستہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی ہتک آمیز رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ جونہی اس مضمون کی اطلاع احمدیہ مسجد لنڈن کے امام خانصاحب فرزند علی صاحب کو ملی۔ آپ نے اس کے متعلق رسالہ کے ایڈیٹر کو بھی لکھا۔ اور وزیر ہند کے دفتر کو بھی توجہ دلائی جس پر وزیر ہند کے دفتر نے وعدہ کیا۔ کہ اس کے متعلق وہ رسالہ کے ایڈیٹر کو توجہ دلائیں گے۔ گو حکومت ہند کو توجہ دلانا بعد از وقت ہوگا۔ کیونکہ رسالہ وہاں شائع ہو چکا ہے۔ اس وعدہ کے متعلق وزیر ہند کے دفتر کی طرف سے رسالہ کے ایڈیٹر کو توجہ دلائی گئی۔ اور اس نے معافی مانگ لی۔ ادھر گورنمنٹ آف انڈیا نے بھی بذریعہ تار وزیر ہند کو اطلاع دی۔ کہ اس نے رسالہ برطانیہ اور حوا کا داخلہ ہند بند کر دیا ہے۔ اس کے متعلق وزیر ہند کے دفتر سے امام مسجد احمدیہ لنڈن کو جو چٹھی موصول ہوئی ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جناب من۔ آپ کے خط مورخہ ۹ فروری کے جواب میں مجھے یہ تحریر کرنے کی ہدایت ہوئی ہے۔ کہ پچھلے جمعہ آپ کے دفتر وزیر ہند سے جانے کے تھوڑی دیر کے بعد ہی ایک تار گورنمنٹ ہند کی طرف سے پہنچا ہے۔ اس میں گورنمنٹ ہند نے برطانیہ اور حوا کے مضمون کے متعلق ہمیں اطلاع دیتے ہوئے یہ توجہ دلائی ہے۔ کہ اس کے متعلق اس کے پاس احتجاج کیا گیا ہے (میں نے بوقت ملاقات آپ سے ذکر کیا تھا۔ کہ اس مضمون کے دیر میں نوٹس میں آنے کی وجہ سے ہندوستان کی حکومت کو تار دینا بالکل یا بہت حد تک بے اثر رہے گا) اس تار میں یہ بھی ذکر ہے۔ کہ حکومت ہند نے سمندر کے محاصل کے قانون کی دفعہ ۱۹ کے ماتحت اس رسالہ کے جنوری نمبر کا بذریعہ سمندر ہندوستان میں داخلہ روک دیا ہے۔ اس کے لئے قانوناً صرف یہی راہ کھلی تھی۔ لیکن اس سے بڑھکر اس نے یہ بھی کیا ہے۔ کہ جس قدر کاپیاں فروخت کے لئے کتب فروشوں کے پاس موجود تھیں۔ ان سے خرید لی ہیں۔ تاکہ مزید اشاعت نہ ہو۔

وزیر ہند اب تک ایڈیٹر رسالہ سے معافی کے اعلان کے متعلق خط و کتابت کر رہے ہیں۔ اور میں ایڈیٹر کے آخری جواب پہنچنے پر آپ کو اطلاع دوں گا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے۔ کہ اس حالت میں جبکہ یہاں بھی اور ہندوستان میں بھی گورنمنٹ اس نہایت گندے مضمون کے خلاف ہر ممکن کوشش کر رہی ہے آپ کے لئے بہترین طریق عمل یہی ہوگا۔ کہ اس مضمون کے خلاف جوش پھیلا کر اسے لوگوں میں مزید شہرت نہ دیں۔

اس چٹھی سے پہلے امام مسجد احمدیہ لنڈن نے ایڈیٹر رسالہ سے بھی ملاقات کے لئے وقت طلب کیا۔ اور ۱۷ فروری ۱۹۳۰ء کو اس سے ملے۔ اسے معاملہ کی اہمیت سمجھائی۔ ایڈیٹر نے ذاتی طور پر اس مضمون کی اشاعت پر افسوس کیا۔ اور یہ وعدہ کیا۔ کہ آئندہ اشاعت میں نمایاں جگہ پر اسی رسالہ میں اس مضمون کی اشاعت پر اظہار افسوس کیا جائے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی وعدہ کیا۔ کہ اس رسالہ کا ایک پورا صفحہ وہ اس غرض سے دیگا۔ کہ اس میں امام مسجد احمدیہ لندن اور امام مسجد ووکنگ کے دستخطوں سے اس مضمون کے زہر کے ازالہ کے لئے ایک مضمون چھاپ دیا جائے گا۔

اس اطلاع سے امید ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے دل مطمئن ہو جائیں گے کہ نہ صرف رسالہ کا ایڈیٹر اس مضمون پر اظہار افسوس کرے گا۔ بلکہ اس رسالہ میں اس زہریلے مضمون کے جواب میں ایک مضمون مبلغین اسلام کی طرف سے شائع کرے گا۔

ہم اس کوشش کے لئے خان صاحب فرزند علی صاحب امام مسجد احمدیہ لنڈن اور ان دوسرے لوگوں کے ممنون ہیں۔ جنہوں نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور رسالہ کے ایڈیٹر کو معافی کے لئے اور ازالہ زہر کے لئے مجبور کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید خدمت اسلام کی توفیق عطاء فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تفسیر قرآن کا کام شروع ہو گیا

احباب کو خوشخبری ہو۔ کہ وہ تفسیر قرآن جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تصنیف فرما رہے ہیں۔ اور جس کی اشاعت کا احباب کو ایک عرصہ سے انتظار ہے۔ اسکی طبع و اشاعت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ پہلی جلد انشاء اللہ پانچ پاروں یعنی سورۂ یونس سے لیکر سورۂ کہف تک کی تفسیر پر مشتمل ہوگی۔ صفحات کا اندازہ ۸۰۰ سے لیکر ۱۰۰۰ تک کیا گیا ہے۔ قیمت غالباً ساڑھے پانچ روپے سے چھ روپے تک ہوگی۔ لیکن پیشگی ادا کرنیوالے احباب سے پونے پانچ روپے قیمت وصول کی جائے گی۔ تمام روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام آنا چاہیئے۔ اور منی آرڈر یا بیمہ میں یہ تصریح ہونی چاہیئے۔ کہ یہ روپیہ تفسیر قرآن کی پیشگی قیمت کے حساب میں ہے۔

(پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح)

پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ سماٹرا کا مخلصانہ مکتوب

جناب سیٹھ ابوبکر صاحب نے بخیر و عافیت وطن پہنچکر ملایا زبان میں ایک مطبوعہ مکتوب ہمیں اور بعض اور اصحاب کو ارسال کیا ہے۔ جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

بوجہ آپ کی محبت و الفت کے جو کہ ہر وقت میرے دل میں بے انتہا موجزن رہتی ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اپنے سفر کے حالات سے آپ کو آگاہ کروں۔ میں ۱۱ جنوری ۱۹۳۰ء کو قادیان شریف سے روانہ ہوا۔ اور ۳۰ جنوری ۱۹۳۰ء کو (خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے) بخیریت پاڈنگ پہنچا۔ رستہ میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔

پاڈنگ میں پہنچتے ہی سب سے پہلے میں نے اس بات کی تحقیق کی۔ کہ آیا جماعت ترقی پر ہے یا نہیں۔ سو تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی پر ہے۔ اور بڑھتی جا رہی ہے جس سے نہایت خوشی ہوئی۔ اور جماعت کو آگے چلانے کیلئے میری جرأت اور حوصلہ اور بڑھ گیا۔

جناب محترم! آپ میری حالت اور جماعت احمدیہ پاڈنگ کی حالت خوب جانتے ہیں کہ بلاشبہ ہم سب سے ناتوان اور سب سے کمزور ہیں۔ نہ ہمارے پاس ایسی طاقت ہے جس سے ہم جماعت کو آگے چلا سکیں نہ مال ہے نہ دولت اور نہ علم ہے نہ معرفت۔ الغرض ہم روحانی و جسمانی دونوں حالتوں میں غریب ہیں

...اکہ وہ دعوت کے ساتھ ترقی کریگی اور دنیا میں پھیل جائیگی۔ اسلئے ہم آہستہ آہستہ اور اپنی طاقت کے مطابق ہی...

اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

اتحادِ بین الاقوام کیلئے قابل تعریف سعی

حقیقی امن صرف مذہب کے ذریعہ قائم ہو سکتا ہے

بعض عاقبت نااندیش اور ناتجربہ کار جوشیلے نوجوان دنیا میں باہمی جنگ وجدال اور لڑائی جھگڑے کی ذمہ داری مذہب پر ڈالتے ہیں۔ اور اسی بنا پر ان کا خیال ہے۔ کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ مذہب کو نیست ونابود کر دیا جائے۔ حالانکہ دنیا میں اگر کبھی حقیقی امن قائم ہوگا۔ تو یقیناً اس کی بنیاد مذہب پر ہی ہوگی۔ کیونکہ فطرت انسانی میں بدی سے نفرت اور نیکی سے پیار کی حس کو زندہ رکھنے والی چیز مذہب ہی ہے۔ عام طور پر لوگ بداخلاقی۔ چوری۔ غارت گری۔ ظلم وستم۔ کمزوروں کے حقوق کی پامالی۔ کسی کی عزت وآبرو پر حملہ وغیرہ افعال کو کیوں مذموم سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ مذہب نے انسان کی ذہنیت کو اس طرح بدل ڈالا ہے۔ اس لئے کہنا پڑے گا۔ کہ مذہب نیکی اور بدی کے درمیان ایک دیوار ہے۔ جسے اگر توڑ دیا جائے تو بدکار کو بدکاری اور بداخلاقی سے روکنے والی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ اور آہستہ آہستہ انسانی فطرت میں اس قدر تبدیلی واقعہ ہو جائے گی۔ کہ اچھائی اور برائی کا امتیاز بالکل اٹھ جائیگا۔

دنیا میں امن وامان اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے۔ جب کوئی کسی پر کسی قسم کی زیادتی یا ظلم نہ کرے۔ اور کوئی کسی کا جائز حق نہ دبائے۔ لیکن مذہب کو مٹا دینے سے یہ باتیں عام ہو جائیں گی۔ اور اس وجہ سے بدامنی اور زیادہ بڑھ جائے گی۔

دراصل دنیا میں فتنہ فساد مذہب کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ مذہب کے غلط استعمال یا مذہب کو غلط طور پر سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے دنیا میں مستقل طور پر امن وامان قائم کرنے کی وہی کوششیں بارآور ہو سکتی ہیں۔ جن میں مذہبی روح کو زندہ رکھ کر اس کی مدد سے فائدہ اٹھایا جائے۔

ہمیں یہ معلوم ہو کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ کہ یورپ میں اچھے اچھے بارسوخ اور صاحب علم لوگوں کی ایک سوسائٹی قائم ہوئی ہے۔ جو دنیا میں مذہب کے ذریعہ سے امن قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس سوسائٹی کا نام The World Conference for International Peace through Religion ہے۔

یعنی ایسی مجلس عالم جو مذہب کے ذریعہ بین الاقوامی اتحاد قائم کرنا چاہتی ہے۔ اس کانفرنس کی ایک مطبوعہ رپورٹ ہمارے پاس حال میں پہونچی ہے۔ افسوس ہے۔ کہ پریس یا دفتری کوتاہی سے یہ رپورٹ ہمارے ہاں نامکمل حالت میں آئی ہے۔ تاہم اس کا مطالعہ نہایت امید افزا ہے۔ اس میں تحریر ہے۔ کہ پہلے پہلے جب یہ خیال پیدا ہؤا۔ کہ مذہب کے ذریعہ بین الاقوامی اتحاد کی بنیاد ڈالی جائے۔ تو یہ ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ لیکن محرکین کی کوشش اور ہمت سے اب یہ امر اس مرحلہ پر پہونچ چکا ہے۔ کہ امید ہے۔ جلد ہی عالم کے تمام زندہ مذاہب کی ایک کانفرنس کے انعقاد کا انتظام ہو سکے گا۔ جس میں اس مسئلے پر غور کیا جائے گا۔

اس تحریک کے مؤیدین کا ایک ابتدائی جلسہ ۱۹۲۸ء میں بمقام جنیوا منعقد ہؤا۔ جس میں ۱۹۱ ڈیلیگیٹ شامل ہوئے۔ اور طے کیا گیا۔ کہ ان ذرائع سے کام لے کر جو مختلف مذاہب نے بیان کئے ہیں۔ دنیا میں امن وامان قائم کرنے کے لئے ایک آرگنزیشن قائم کی جائے۔ چنانچہ ایک ایگزیکٹو کمیٹی قائم ہوئی۔ جس کا ایک اجلاس پیرس میں اور دوسرا ۱۹۲۹ء میں بمقام فرینک فورٹ (جرمنی) ہؤا۔

چونکہ یہ مجلس ابھی ابتدائی حالت میں ہے۔ اس لئے ایک ایسی کانفرنس کے انعقاد کے لئے فی الحال پروپیگنڈا ہی کیا جا رہا ہے۔ جس میں ہر مذہب کے متبعین سے درخواست کی جائے گی۔ کہ وہ صلح کے متعلق اپنے مذہب کی تعلیم پیش کریں۔ اور بتائیں۔ کہ ایسے خیالات کو اپنے مذہب کے پیرووں کے ذہن نشین کرنے کے لئے وہ کیا کر رہے ہیں۔ اور وہ ایسے نظام میں کہاں تک مدد دے سکتے ہیں۔ جو دنیا سے جنگ وجدال کو دور کر کے بین الاقوامی اتحاد قائم کرنے کے لئے ترتیب دیا جائے۔

اس کانفرنس میں جو باتیں اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے بہترین ثابت ہونگی۔ انہیں دنیا میں مقبول بنانے کے لئے تمام ذرائع صرف کر دیئے جائیں گے۔ اور انہیں تمام دنیا میں شائع کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

اس سوسائٹی کے سرگرم اور قابل سیکرٹری ڈاکٹر اٹکنسن نے گذشتہ سال دیگر مشرقی ممالک کے علاوہ ہندوستان کا بھی دورہ کیا۔ اور بڑے بڑے مذہبی لیڈروں سے ملاقات کی ہے۔ اس دورہ کی جو رپورٹ انہوں نے کانفرنس میں پیش کی ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:۔

"قریباً تمام مشرقی ممالک میں ایک نئی زندگی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ تمدنی طور پر بہت سی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ ہندوستان میں جو لوگ اچھوت سمجھے جاتے تھے۔ ان میں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور وہ دیگر معزز اقوام کے مساوی حقوق کے خواہاں ہیں۔ عورتوں میں بھی آزادی اور مساوی حقوق کا احساس قوی ہو رہا ہے۔ مغربی اقوام کا اثر زائل ہو رہا ہے۔ نوجوان بہت زیادہ اہمیت حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ اور ان کے اندر انقلاب انگیز تحریکات زور پکڑ رہی ہیں۔ یہ تمام ہنگامہ آرائی اور شورش حقیقت میں جنگ اور اس کے اثرات کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہیں۔ اگرچہ بواعث مختلف ہیں۔ اور اس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ مشرق ترقی کا خواہاں ہے۔ جہاں کہیں بھی میں گیا۔ میں نے لوگوں کو محبت اور اخوت اور بین الاقوامی اتحاد کے لئے بھوکا پایا۔ اور وہ ہر ایک ایسے نظام سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو دنیا میں امن وامان قائم کرے۔ اور ان کی آزادی کا محافظ ہو"

ابھی تک اس سوسائٹی نے کانفرنس کے انعقاد کے لئے مقام اور وقت کی تعیین نہیں کی۔ لیکن اس کی سعی اور کوشش کو دیکھتے ہوئے امید ہے۔ اس میں بہت عرصہ نہیں لگیگا۔

اس تحریک کے کارپردازوں نے ایک خط کے ذریعہ ہم سے اسے کامیاب بنانے کے لئے امداد کی درخواست کی ہے جس کے جواب میں ہم انہیں اطلاع دے رہے ہیں کہ ایسی مفید تحریک کی کامیابی کے لئے ہم دل سے خواہاں ہیں۔ اور اس لئے ہر وہ جائز مدد جو اس کی کامیابی کے لئے ہم دے سکیں۔ ہماری دلی مسرت کا موجب ہوگی۔ اور انعقاد کانفرنس کے موقعہ پر خدا تعالیٰ کے

فضل وکرم سے ہماری جماعت کے نمایندے یہ بتانے کے لئے کہ اسلام نے صلح اور امن کے جو اصول پیش کئے ہیں اور اتحاد کی جو صورت بتائی ہے۔ وہی بہترین صورت ہے بخوشی شریک ہونگے۔ اس سوسائٹی کے سکرٹری صاحب اگر اپنے دورۂ ہند کے دوران میں قادیان آتے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ سے اس بارے میں تبادلہ خیالات کرتے۔ تو یقیناً انہیں بہت سی مفید ہدایات حاصل ہوتیں۔ جو انہیں اپنے مقصد کے بہت قریب کر دیتیں۔ نہ معلوم انہوں نے اس طرف توجہ کیوں نہ کی۔ اب اگر کوئی اور نمایندہ دوبارہ ہندوستان آئے۔ جیساکہ پروپاگنڈا کے سلسلہ میں آنے کی توقع ہوسکتی ہے۔ تو اسے ضرور قادیان آنا چاہیئے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ سے ملکر ہدایات حاصل کرنی چاہئیں۔ جن کا دعوٰے ہے۔ اور جو اس مشن کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ اسلام کے ذریعہ تمام دنیا میں اتحاد قائم کیا جائے۔ لیکن اگر کوئی نمایندہ نہ آرہا ہو تو بذریعہ خط وکتابت بھی آپ سے بہت کچھ مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

سیواجی ڈاکو تھا یا بہادر جرنیل

بالفاظ آریہ گزٹ (۲۲ر فروری) ہندوستان کی تاریخ لکھنے والے مؤرخین نے صاف طور پر سیواجی کے متعلق لکھا ہے۔

"وہ میدان جنگ میں سامنے آکر نہیں لڑتا تھا۔ نیتی اور پالسی کا استعمال کرتا تھا۔ لُک چُھپ کر لڑتا تھا۔ اور جب موقع پاتا تھا۔ دشمن پر آپڑتا تھا۔ اس لئے وہ بُزدل تھا۔ اسے ایک بہادر لڑاکا نہیں کہا جاسکتا"۔

آریہ گزٹ مؤرخین کی اس رائے کو تو درست تسلیم کرتا ہے۔ لیکن اسے سیواجی کی خوبی قرار دیتا ہُوا لکھتا ہے۔

"وہ قابل جرنیل وہ ہوتا ہے۔ جو کہ تھوڑے سے تھوڑے نقصان کے ساتھ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ نہ کہ وہ جو کہ میدان جنگ میں اپنے سپاہیوں کی جان کی کوئی قیمت نہیں سمجھتا۔ چنانچہ جرنیلی کے اس اصول پر عمل کرتے ہوئے سیواجی اپنے منصوبوں میں کامیابی حاصل کرتے تھے اور اگر وہ ایسا نہ کرتے۔ تو آج سیواجی کا نام زندہ نہ ہوتا"۔

اگر اس جواب کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ تو پھر دنیا میں کوئی ڈاکو اور لٹیرا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہی جواب ہر ڈاکو اور لٹیرے کی طرف سے دیا جاسکتا ہے۔ اور اس کے ثنا خواں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ ایک قابل اور پالسی باز جرنیل تھا۔ ڈاکو نہ تھا۔ لیکن کوئی عقلمند اس کو نہیں مان سکتا۔ کیونکہ میدان میں کبھی بھی سامنے آکر نہ لڑنا صرف ڈاکوؤں کا ہی طریق ہے جو سیواجی کا ایک خاص وصف ہے۔ چنانچہ مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ سیواجی

"وہ اسلامی حکومتوں کی پُرامن رعایا کو لُوٹتا رہتا تھا۔ اور کئی مرتبہ مؤرخوں نے اس الزام کی صداقت کو کسی حد تک تسلیم کیا ہے"۔ (آریہ گزٹ ۲۲ر فروری ۱۹۳۲ء)

جب مؤرخوں نے اس الزام کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ نہتے اور باامن لوگوں کو لوٹنا مارنا اور جب مقابلہ کے لئے للکارا جائے۔ تو میدان میں سامنے آکر نہ لڑنا بزدل ڈاکو اور لٹیرے کا ہی کام ہوسکتا ہے۔ بہادر تو ہمیشہ مقابلہ پر آکر لڑتے۔ اور حوادثات کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ناموس وطن کی توہین اور اسلامی حقوق کی پامالی

وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کے ملک لعل خان صاحب کو بلدیہ گوجرانوالہ کی رُکنیت سے معزول کر دینے کی وجہ سے چودہری افضل حق صاحب نے آپ کے خلاف مذمت کی قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ اس پر معاصر "انقلاب" نے رائے زنی کرتے ہوئے لکھا۔ کہ چودہری افضل حق صاحب نے آج تک ایک مرتبہ بھی سردار جوگندر سنگھ اور لالہ منوہر لعل کے خلاف ایسی کوئی قرارداد پیش نہیں کی۔ جس کے جواب میں مسلمانوں کے حقوق کا محافظ۔ اور ان کی رہنمائی کا دم بھرنے والا اخبار زمیندار (۲۵ر فروری) لکھتا ہے۔

"یہ سردار جوگندر سنگھ اور لالہ منوہر لعل نے کبھی قومیت ہند کی توہین نہیں کی۔ انہوں نے اگر کوئی ناانصافی کی ہوگی۔ تو زیادہ سے زیادہ یہ کہ ہندوؤں کو ان کے تناسب آبادی سے چند ملازمتیں زیادہ دے دی ہونگی۔ اور مسلمانوں کو چند ملازمتیں کم دی ہونگی۔ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کی جسارت اور ان کے طرز عمل میں کوئی دور کی نسبت بھی نہیں ہے"۔

گویا مسلمانوں کے حقوق چھین کر انہیں ہندوؤں کے حوالے کر دینا تو "زمیندار" کے نزدیک کوئی جرم نہیں۔ اور "زیادہ سے زیادہ" کے الفاظ سے اس جرم کی اہمیت کو کم کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے۔ وہ قابل داد ہے۔ لیکن ضابطہ اور آئین کے خلاف کارروائی کرنے والے کو سرزنش کرنا ناقابل عفو جُرم ہے۔

جس قوم کے رہنما اس کے اس درجہ ہمدرد اور غمگسار ہوں۔ اسکی تباہی کے لئے کسی دشمن کی کیا ضرورت ہے؟

مولانا شوکت علی اور احمدیت

چند روز ہوئے "زمیندار" میں ایک کذاب اور مفتری کی طرف سے مولانا شوکت علی صاحب کے قادیان آکر احمدیت کی تائید اور حمایت کرنے کا اقرار کرنے کی خبر شائع ہوئی تھی۔ لیکن زمیندار ۲۵ر فروری میں خود مولانا نے اس کی تردید شائع کرائی ہے۔ یقیناً ہر شخص کے نزدیک مولانا شوکت علی صاحب کا یہ بیان "زمیندار" کے بدباطن نامہ نگار سے زیادہ وقیع ہے۔ امید ہے۔ زمیندار، مولانا شوکت علی صاحب اور دوسرے لوگ اس سے بآسانی معلوم کرسکیں گے۔ کہ زمیندار کے وہ نامہ نگار جو جماعت احمدیہ کے خلاف ناپاک پروپاگنڈا کر رہے ہیں۔ انکی اخلاقی حالت کیسی ہے۔ اور انہیں صداقت اور راستگوئی سے کہاں تک تعلق ہے۔

"انقلاب پسند دیانند"

ہم نے ہمیشہ اس حقیقت کو مبرہن کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ آریہ سماج ایک سیاسی جماعت ہے۔ اور اس کی تمام سرگرمیاں ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کے لئے ہیں۔ پنڈت دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے کئی ایک حوالہ جات انقلاب انگیز اور شورش پسند جماعتوں کے آریہ سماج سے تعلقات اس حقیقت کے ناقابل تردید شواہد ہیں۔ آج خود ایک آریہ سماجی اخبار کی شہادت اس کے متعلق پیش کی جاتی ہے۔ "آریہ گزٹ" ۲۲ر فروری "انقلاب پسند دیانند" کے عنوان سے لکھتا ہے۔

"اگر آپ ذرا سیاسی اور مجلسی حالات پر نظر ڈالیں تو یہاں بھی آپ کو دوسرا ہی نقشہ نظر آئے گا۔ کیا دیانند نے سوراجیہ یا کامل آزادی کا اعلان نہیں کیا تھا۔ کیا دیانند نے سودیشی تحریک کا خیال اپنائے وطن کو نہیں سمجھایا تھا"۔

ہمیں تو اس امر سے انکار کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ دیانند نے سوراجیہ یا کامل آزادی کا اعلان کیا۔ اور سودیشی تحریک کا خیال ابنائے وطن کو سمجھایا"۔ اور ہم اسے تسلیم کئے ہوئے ہیں۔ لیکن آریہ سماجی بھی تو یہ مان لیں۔ کہ پنڈت دیانند واقعی انقلاب پسند تھا۔ اور آریہ سماج کی بنیاد اس نے سیاسی مفاد کے پیش نظر رکھی۔ نہ کہ مذہبی معتقدات کی بناء پر۔

سواری کرنے یا گاڑی میں لگانے کے قابل ہے۔ یا نہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ جو خالق کل شئے اور رب العالمین ہے۔ اس کے متعلق کب امید کی جاسکتی ہے۔ کہ وہ کوئی ایسا انسان پیدا کرے گا۔ جس کی ضرورتیں پوری نہ کرے۔ اس لئے کہا۔ اتقوا ربکم الذی خلقکم۔ اسے تم کیوں ذریعہ نجات اور کامیابی نہیں بناتے۔ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ

ضروریات کی چیزیں

موجود تو ہوتی ہیں۔ لیکن ضرورت مند کو ان کا علم نہیں ہوتا۔ جیسے ایک شخص کسی کے ہاں مہمان جاتا ہے۔ تو اسے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اپنی ضروریات کس طرح پوری کرے۔ اس کے لیے آرام پانے کا ذریعہ یہی ہوتا ہے۔ کہ صاحب مکان سے ضروریات کے متعلق دریافت کرے۔ یا اگر کوئی ہوٹل میں جاتا ہے۔ تو ہوٹل کے ملازمین سے۔ اگر کوئی ریل میں ہوتا ہے۔ تو سٹیشن والوں سے دریافت کرتا ہے۔ کیونکہ جو کسی کام کو جاری کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی سے پوچھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ اس سے تعلق رکھنے والی چیزیں کہاں سے میسر آسکتی ہیں۔ ربکم الذی خلقکم میں یہ بتایا۔ کہ ایسی چیزیں ہوسکتی ہیں۔ کہ جن کا تمہیں علم نہ ہو۔ مگر یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ تمہاری کسی ضرورت کی چیزیں نہ ہوں۔ اور کوئی ضرورت پوری کرنے کا سامان نہ ہو پس اتقوا ربکم الذی خلقکم تم خدا کو کیوں ذریعۂ نجات نہیں بناتے۔ اس کی طرف جھک جاؤ۔ اور اپنی ضرورتوں کے پورا ہونے کی اس سے التجا کرو۔ اسے معلوم ہے کہ تمہاری کوئی ضرورت کہاں سے پوری ہوگی۔ پس تمہیں جو بھی ضرورت حقہ ہو۔ اس کے متعلق یہ نہ سمجھو۔ کہ اسے پورا کرنے کے سامان ہی نہیں پیدا کئے گئے۔ سامان پیدا کئے گئے ہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے۔ کہ تمہیں اس کا علم نہ ہو۔ اس لئے جس نے تمہیں اور تمہاری ضرورتوں کے سامان پیدا کئے ہیں اس کی طرف توجہ کرو۔

پھر فرمایا۔ جانتے ہو۔ تمہارے رب نے تمہیں

کس طرح پیدا کیا

خلقکم من نفس واحدۃ اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ یہاں اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہ تھی۔ کہ انسان کی ابتداء ایک انسان سے ہوئی۔ یا دو سے۔ اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ فضول بحثیں ہیں اس سے ہمیں کیا تعلق۔ کہ انسان کی ابتدا ایک انسان سے ہوئی۔ یا دو سے۔ کسی نے کہا ہے۔

ماراچہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

اسی طرح ہمیں اس سے کیا۔ کہ انسان ابتداء میں ایک سے یا دو سے یا ہزار سے پیدا ہوا۔ اس سے نہ سائنس کو تعلق ہے اور نہ مذہب کو۔ سائنس بتاتی ہے۔ کہ انسان کو کس طرح پیدا کیا گیا۔ اور مذہب بتاتا ہے۔ کہ کس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا۔ پس یہاں جو یہ کہا گیا ہے۔ کہ خلقکم من نفس واحدۃ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ انسان کو ایک انسان سے پیدا ہونے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے۔ بلکہ اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ کہ

تمام انسانوں میں قدر مشترک

پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جو چیزیں ایک سے نکلیں گی۔ ان سب میں ایک چیز مشترک طور پر پائی جائے گی۔ ایک بال سے ہزار گیہوں کا دانہ نکلے۔ تو ان سب کا مزا ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح مختلف قسم کے گیہوں کے دانوں میں بڑے چھوٹے ہونے اور تاثرات میں۔ رنگ میں فرق ہوگا۔ مگر پھر بھی ان میں اشتراک پایا جائے گا۔ اور جب ہم کہیں گے۔ فلاں جنس کا بیج۔ تو اس کے یہی معنے ہونگے۔ کہ اس بیج سے اسی قسم کے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جس قسم کے اس جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو خلقکم من نفس واحدۃ میں یہ بتایا۔ کہ انسان میں باوجود اخلاق عادات اور قابلیتوں میں اختلاف ہونے کے پھر اشتراک ہے۔ اور ایک قسم کا اتحاد ہے۔ جس میں

سارے کے سارے انسان

شریک ہیں۔ پس خلقکم من نفس واحدۃ میں اس اشتراک کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ آگے وخلق منها زوجها میں ایک اور نئی بات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ جہاں زندگی کو کامیاب اور بآرام بنانے کے لئے دوسروں سے اشتراک کی ضرورت ہے۔ وہاں تکمیل کے لئے دوسرے کو اپنے ساتھ ملانے کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ تکمیل

جوڑے کے بغیر

ناممکن ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے بھی فرمایا ہے۔ ہر چیز کا جوڑا ہے۔ پس تکمیل کے لئے جوڑا ضروری ہے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ جوڑے میں اپنے جوڑے سے کسی قدر

اختلاف اور فرق

پایا جائے۔ تاکہ ایک دوسرے کی کمی کو پورا کردے۔ ایک میں جو کمی ہو۔ وہ دوسرے میں اس کی زیادتی ہو۔ - - - - - - - - - - - اور جو دوسرے میں زیادتی ہو۔ اس کی ایک میں کمی ہو۔ ایسی دو چیزوں کے ملنے سے جوڑا مکمل ہوتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے جیسی اقسام کے مرد پیدا کئے ویسی ہی اقسام کی عورتیں بھی پیدا کیں۔ لیکن انسانی قوتیں اتنی محدود ہیں۔ کہ کوئی انسان اپنی عقل سے اپنے لئے صحیح جوڑا تلاش نہیں کرسکتا۔ پھر انسان کے ساتھ ایسی شہوات لگی ہوئی ہیں۔ کہ وہ

ظاہر کی طرف

زیادہ متوجہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ جہاں مرد آپ عورتوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ وہاں زیادہ تر وہ شکل و شباہت، حسب نسب، مال و دولت کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ اخلاق اور عمدہ عادات کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ اس وجہ سے اکثر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ یورپ میں ایسے واقعات کثرت سے ہوتے رہتے ہیں کہ ایک اجنبی آکر کسی ہوٹل میں شاندار طریق سے رہتا ہے۔ اس کی ظاہری حالت سے دھوکہ کھا کر کوئی عورت اس کے جال میں پھنس جاتی ہے۔ اور پھر سخت نقصان اٹھاتی ہے۔ وہاں چونکہ عورت خود متولی ہوتی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے دھوکہ کھا کر پھنس جاتی ہے۔ لیکن یہاں عام طور پر ماں باپ رشتہ تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے وہ ایسی باتوں کے متعلق احتیاط کرلیتے ہیں۔ جو لڑکی کے لئے بعد میں مصیبت کا باعث بن سکتی ہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ہم نے

ہر نفس کے لئے جوڑا

بنایا ہے۔ اور کوئی ایسا نفس نہیں۔ جس کے لئے ویسا ہی جوڑا نہ ہو صوفیاء نے تو لکھا ہے۔ ارواح اپنے جوڑے کی تلاش میں پھرتی رہتی ہیں۔ اور جب انہیں جوڑا مل جاتا ہے۔ تب تسلی پاتی ہیں۔ صوفیاء روحانی کے ماہر تھے۔ اس لئے انہوں نے روح کے متعلق یہ حقیقت بیان کی ہے۔ جو

علم النفس کے ماہر

ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ جب کوئی شادی کامیاب ہوتی ہے تو اس لئے کامیاب ہوتی ہے۔ کہ وہ صحیح جوڑا ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شادی ناکام ہوتی ہے۔ تو اس لئے کہ وہ اصلی جوڑا نہیں ہوتا۔ وہ عارضی جوش اور شہوات کی وجہ سے ایک دوسرے سے تعلق پیدا کرلیتے ہیں۔ یہ یورپ والوں کا تجربہ ہے وہ کہتے ہیں جب کسی اجنبی سے محبت ہوجاتی ہے تو اس لئے کہ روح کو روح سے ایک قسم کا اتصال ہوتا ہے۔ لیکن پھر طرفین کو احساس ہونے لگتا ہے۔ کہ انہوں نے غلطی کی۔ اس وجہ سے وہ متحد نہیں رہ سکتے۔ اصل اتحاد اسوقت پیدا ہوتا ہے جب

حقیقی جوڑا

مل جائے۔ غرض خدا تعالیٰ نے ہر ایک کے لئے جوڑا یا جوڑے مہیا کئے ہیں۔ مگر ان کی طرف انسانی عقل راہنمائی نہیں کرسکتی۔ اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اتقوا ربکم اللہ کو اپنی نجات کا ذریعہ بناؤ اس سے دعا کرو۔ کہ صحیح جوڑا حاصل ہوجائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ

الہامی جوڑے

نہایت بابرکت ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رویا میں دکھائی گئیں۔ کہ ان سے آپکی شادی ہوگی۔ بظاہر کسقدر اختلاف کا مقام تھا کہ بڑی عمر کے مرد کی چھوٹی عمر کی عورت سے شادی تجویز ہوئی تھی۔ اور سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ اس میں کوئی برکت نہ ہوگی۔ آج کل

یہی سبب ہے کہ اس کے حامی کہتے ہیں۔ چھوٹی عمر کی لڑکی کی شادی بڑی عمر کے مرد سے نہیں کرنی چاہئے۔ شارداایکٹ میں لڑکی کے جوان ہونے کی شرط رکھی گئی ہے۔ تاکہ جب وہ جوان ہو جائیگی۔ تو خود بڑی عمر کے مرد سے شادی کرنے سے انکار کر سکیگی۔ لیکن

دنیا کی تمام شادیاں

جن میں عمر کا ناگوار تفاوت نہ ہو۔ عین جوانی میں ہوئی ہوں۔ ہاں دولت آرام و آسایش کے سارے سامان انہیں میسر ہوں۔ کیا ان میں سے کوئی ایک بھی ایسی ہے۔ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کے مقابلہ میں رکھی جا سکے کیا کسی ایک شادی میں بھی وہ محبت اور وہ فدائیت پائی جاتی ہے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ سے تھی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ باوجود اپنے انتخاب کے۔ عمر میں تفاوت نہ ہونے کے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ پہلے سے محبت رکھنے کے جو شادیاں ہوئیں۔ ان میں برکت نہ ہوئی۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں ایسی برکت ہوئی۔ جو اور کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کے تفکرات دور کرنے اور اس کے مقصد میں اسے مدد دینے کے لئے

صحیح جوڑا

دنیا میں دکھا دیا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا۔ کہ یہ جوڑا کیسا بابرکت ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت ان خوبیوں اور نیکیوں اور تقویٰ کی وجہ سے تھی جن کے باعث خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے رسول کے لئے چنا تھا۔ نہ کہ ظاہری شکل و صورت کی وجہ سے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر میں درد تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ازراہ محبت فرمایا۔ اگر اسی سردرد اور میری زندگی میں تمہاری وفات ہو جاتی۔ تو میں تمہارے لئے استغفار کرتا۔ اس کے جواب میں حضرت عائشہ نے بھی ازراہ ناز نہ کہ عدم محبت کی وجہ سے کہا۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں۔ مرد کا کیا ہے۔ ایک عورت مر جائے۔ تو اس کے لئے دوسری موجود ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں۔ میں تو خود درد سر میں مبتلا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں ابوبکر کو بلا کر وصیت کر دوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

عشق اور محبت

دیکھنا ہو تو اس پر غور کرو۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال یا ۱۹ سال کی ہوگی۔ یہ عمر عورت کے لئے عین جوانی کی عمر ہوتی ہے۔ یورپین عورت کے لئے تو شادی کرنے کی یہ عمر سمجھی جاتی ہے۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ ایک عورت جسے یہ معلوم ہو۔ کہ اس سے ایک ایسے شخص نے شادی کی جس کی عمر وفات کے قریب پہونچی ہوئی تھی۔ اور پھر وہ محسوس کرے کہ اسے اب

ساری عمر بیوگی میں

گذارنی ہوگی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے دوسری شادی کا موقعہ نہ تھا۔ اگر اس میں چٹان کی طرح مضبوط اور پہاڑ کی طرح عظیم الشان ایمان نہ ہوتا۔ تو اسے یہ شکوہ ہوتا۔ کہ اس سے نہ صرف بڑی عمر میں شادی کی گئی۔ بلکہ ایسی شادی کی گئی۔ جس کے بعد وہ دوسری شادی نہیں کر سکتی۔ اس وجہ سے اس کے دل میں بے حد کینہ اور بغض پیدا ہو سکتا تھا۔

ہندو عورتوں کو دیکھ لو۔

جنہیں دوسری شادی کرنے سے روکا جاتا ہے۔ ان میں اپنے خاندان اور رشتہ داروں سے اس قدر بغض پیدا ہو جاتا ہے کہ ہزاروں اپنے گھروں سے نکل کر۔ اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مسلمانوں سے شادی کر لیتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساری عمر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد اور آپ کی محبت میں گذار دی۔ حدیث میں آتا ہے۔ آپ کوئی اچھی چیز نہ کھاتی تھیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کر کے۔ آپ کی

آنکھوں سے آنسو

نہ نکل آتے ہوں۔ ایک دفعہ میدہ کی روٹی کھانے لگیں۔ تو آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو گئے۔ کسی نے پوچھا یہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس لئے آنسو نکل آئے ہیں۔ کہ خیال آیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کے سامان نہ تھے۔ ہم جو کوٹ کاٹ کر اس کی روٹی بناتے۔ اور وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلا دیتے۔ آج اگر آپ زندہ ہوتے۔ تو ایسی روٹی آپ کو کھلاتے۔ گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بقیہ زندگی میں اگر کوئی چیز لطف دینے والی تھی۔ تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہی تھا۔ اور آپ کی اس ساری زندگی میں یہی خواہش رہی۔ کہ کاش رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام و آسائش کے لئے آپ مزید قربانی کا موقعہ پا سکتیں۔

یہ خدا کا چنا ہوا جوڑا تھا۔ جسے ایسی برکت حاصل ہوئی اسی طرح

اس زمانہ میں ایک جوڑا

بابرکت ہوا۔ جو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے چنا۔ آپ کو خدا تعالےٰ نے شادی سے پیشتر اس شادی کے بابرکت ہونے کی اطلاع الہام کے ذریعہ دی۔ اس خاندان کے بابرکت ہونے کی خبر دی۔ اور پھر فرمایا۔ یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة۔ یہ شادی کی طرف ہی اشارہ تھا۔ اس میں بتایا گیا۔ کہ جیسے آدم کے لئے جنت تھی۔ اسی طرح تیرے لئے بھی جنت ہے۔ مگر اس حوا نے تو آدم کو جنت سے نکلوایا تھا لیکن یہ حوا جنت کا موجب ہوگی۔ مجھے خوب یاد ہے۔ اس وقت تو برا محسوس ہوتا تھا۔ لیکن اب اپنے زائد علم کے ماتحت اس سے مزا آتا ہے۔ اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی۔ مگر یہ خدا کا فضل تھا۔ کہ باوجودیکہ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ نہ تھی۔ جب سے ہوش سنبھالا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر

کامل یقین اور ایمان

تھا۔ اگر اس وقت والدہ صاحبہ کوئی ایسی بات کرتیں۔ جو میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے شایاں نہ ہوتی۔ تو میں یہ نہ دیکھتا۔ کہ ان کا میاں بیوی کا تعلق ہے۔ اور میرا ان کا ماں بچہ کا تعلق ہے۔ بلکہ میرے سامنے پیر اور مرید کا تعلق ہوتا۔ حالانکہ میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ نہ مانگتا تھا۔ والدہ صاحبہ ہی میری تمام ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ باوجود اس کے والدہ صاحبہ کی طرف سے اگر کوئی بات ہوتی۔ تو مجھے گراں گذرتی۔ مثلاً خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا۔ تو والدہ صاحبہ کہتیں۔ میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا۔ اور جب بھی سنتا۔ گراں گذرتا۔ میں اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سمجھتا۔ لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فقرہ سے لذت پاتے تھے۔ کیونکہ وہ برکت اسی الہام کے ماتحت ہوئی۔ کہ یا آدم اسکن انت وزوجك۔ پہلا آدم تو نکاح کے بعد جنت سے نکالا گیا تھا۔ لیکن اس زمانہ کے آدم کے لئے نکاح جنت کا موجب بنایا گیا۔ چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔ خدا تعالےٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں کرائیں۔ اور آپ کے ذریعہ دنیا میں نور نازل کیا۔ اور اس طرح آپ کی جنت وسیع ہوتی گئی۔ اس

فرق کی وجہ

یہ ہے۔ کہ پہلے آدم کے لئے جو جوڑا منتخب کیا گیا وہ صرف جسمانی لحاظ سے تھا۔ مگر اس آدم کے لئے جو چنا گیا۔ یہ روحانی لحاظ سے بھی تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

زمینداران پنجاب کے سر سے ایک مصیبت ٹل گئی

پچھلے دنوں جب ہمیں یہ معلوم ہوا۔ کہ فوجی ملازمت کرنے والوں کو حکومت نے ازراہ قدردانی کونسل کے ووٹر ہونے کا جو حق دیا ہے۔ اسکی بنا پر وزیر تعلیم پنجاب کے ایک میمورنڈم کے باعث انہیں اس معمولی سی رعایت سے بھی محروم ہونا پڑا ہے۔ جو غریب زمینداروں اور کاشتکاروں کے بچوں کے لئے تعلیم کے متعلق ضروری سمجھی گئی ہے۔ تو ہم نے نہ صرف وزارت کے اس غریب آزار حکم کے خلاف آواز بلند کی۔ اور اسے زمینداران پنجاب کی تعلیم میں خواہ مخواہ روڑا اٹکانے کا مترادف قرار دیا۔ بلکہ کونسل کے مسلمان ممبروں کو بھی توجہ دلائی۔ کہ وزارت تعلیم کے اس حکم کی تنسیخ کے لئے کونسل میں کوشش کریں۔

پنجاب کونسل کے حال کے اجلاس کی روئداد سے یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ جناب پیر اکبر علی صاحب نے وزارت تعلیم کے مذکورہ بالا میمورنڈم میں ترمیم کی تحریک کرتے ہوئے حسب ذیل تجویز پیش کی:

(الف) میمورنڈم کا جملہ شرطیہ صرف ان زراعت پیشہ لوگوں تک محدود رکھا جائے۔ جو ایسی اراضی کے مالک ہوں۔ یا ایسی اراضی کی کاشت کرتے ہوں۔ جس کے لئے کم از کم پچاس روپیہ سالانہ معاملہ اراضی واجب الادا ہو۔ اور جو انکم ٹیکس ادا کر سکتے ہوں۔

(ب) دیہات کے ان کمین لوگوں کی جماعتوں اور حیثیت کی تشریح کر دی جائے۔ جو اس رعایت سے بہرہ ور ہونگے۔

(ج) اس رعایت سے مسلمہ پرائیویٹ سکولوں کو استفادہ حاصل کرنے کی اجازت دی جائے۔ اور ان کی آمدنی کو جو اس طرح نقصان پہونچے۔ اسے پورا کیا جائے۔

وزیر تعلیم کی تقریر کے بعد اس تجویز کا جزو (الف) اتفاق رائے سے پاس ہو گیا۔ جزو (ب) محرک نے واپس لے لیا۔ جزو (ج) مسترد ہو گیا۔

گویا کونسل کے وہ ووٹر جنہیں فوجی خدمات کے صلہ میں یہ حق حاصل ہے۔ لیکن قلیل آمدنی رکھتے ہیں۔ اس رعایت کے حقدار ہونگے۔ جو زمینداروں کو تعلیم کے متعلق دی گئی ہے۔

زمینداروں کو جناب پیر اکبر علی صاحب کا ممنون ہونا چاہیئے۔ جن کی بروقت تحریک سے وزارت تعلیم کی پیدا کردہ ایک تازہ مصیبت ان کے سر سے ٹل گئی۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس قسم کے احکام نافذ کرنے کے باوجود مسٹر منوہر لال وزیر تعلیم کو یہ کہنے کی کس طرح جرأت ہوئی۔ کہ وزارت تعلیم کی کبھی یہ خواہش نہیں تھی۔ کہ اس شرط کو رکھکر زمینداروں کو نقصان پہونچایا جائے۔

اشارات

ہندوؤں نے اپنی استریوں کو بڑے فخر و ناز کے ساتھ "پتی ورتا" یا "پتی برتا" کا خوش کن خطاب دے رکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خاوند کی اس قدر وفادار اور عاشق زار بیوی۔ کہ اس کے مرنے کے بعد یا تو اس کے ساتھ ہی جل کر خاک سیاہ ہو جائے یا کسی اور طرح خودکشی کر لے۔ یا پھر سر منڈا کے۔ میلے کچیلے کپڑے پہنے۔ اسی کے نام کا "جاپ" کرتی رہے۔ اور دوبارہ شادی کا نام تک نہ لے۔

اگرچہ آریوں نے "پتی ورتا" کے اس مفہوم میں "ودھوا وواہ" کی رسم جاری کر کے "رخنہ" ڈال رکھا ہے۔ اور وہ دن رات اسی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ کہ کوئی قابل شادی "دیوی" مردہ پتی کی یاد میں ایک لمحہ بھی نہ گذارے لیکن وہ بیچارے بھی مجبور ہیں۔ ہندو استریاں "پتی ورتا" کا خطاب حاصل کرنے کیلئے زمانہ جہالت اور وحشت کے مظالم برداشت کرنے کے لئے اب تیار نہیں۔

بات اگر یہیں تک محدود رہتی۔ تو ہر ایک انصاف پسند کو ایسی عورتوں سے ہمدردی ہوتی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسی منچلی دیویاں بھی رونما ہو رہی ہیں۔ جو اب مردوں کو "پتنی ورتا" بنانا چاہتی ہیں۔ اس قسم کا ایک تازہ واقعہ اکالی (۲۸ فروری) اور ملاپ (یکم مارچ) میں شائع ہوا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ ترن تارن کا ایک شخص بشمبرداس ۲۴ فروری سے کھانا کھانا اور پانی پینا چھوڑ بیٹھا۔ اور وجہ یہ بیان کی کہ

"کسی آدمی نے ایک عورت مجھکو کہیں سے لا کر دی۔ اس عورت سے میرا پریم ہو گیا۔ اور اس نے مجھ سے قسم لی۔ کہ اگر تو میرے کہے بغیر کچھ بھی کھائے اور پیئے۔ تو تجھے حرام ہو گا۔ اور اگر میں تیرے کہے بغیر کچھ بھی کھاؤں۔ تو مجھے بھی حرام ہو گا۔ مگر ۲۴ فروری کی صبح کو وہ کسی کے ساتھ چلی گئی ہے۔ جب تک وہی عورت مجھکو آکر روٹی نہ کھلائیگی میں ہرگز نہ کھاؤں گا۔ اور نہ پانی پیوں گا۔"

معلوم ہوتا ہے۔ یہ عورت کسی ایسے ہی "پتی" کی جستجو میں رہتی تھی۔ جو صحیح معنوں میں "پتنی ورتا" ثابت ہو۔ اور اسی لئے وہ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے کی تلاش میں نکلی۔ اور جب اسے معلوم ہو گیا۔ کہ دوسرا پتی عہد کا پکا۔ وفا کا پتلا۔ اور "پتنی ورتا" کہلانے کا پورا پورا مستحق ہے۔ تو وہ اس کے پاس لوٹ آئی۔ پتنی تو پتنی اہل شہر بھی اس کی وفا شعاری سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ اور انہوں نے اس کا شاندار جلوس نکالا۔ اور ہر خاص و عام کو آگاہ کیا۔ کہ ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیئے۔

جس پتنی کو ایک ایسا "عالی حوصلہ" پتی مل جائے۔ جو اس کے "کسی کے ساتھ" چلے جانے کی وجہ سے نہ صرف ماتھے پر بل تک نہ لائے۔ بلکہ کھانا پینا چھوڑ کر اس بات کا منتظر رہے۔ کہ کب وہ "نیک بخت" آئے۔ اور اسے کھانے پینے کے لئے کچھ دے۔ اسے کیا ضرورت ہے۔ کہ اس کا گھر چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے چلی جائے۔ اس کے لئے بہتر یہی ہے۔ کہ ایسے پتی کے گھر رہ کر جس قسم کی خدمت چاہے اس سے کرائے کھانے پینے اور پہننے کے اخراجات اس سے وصول کرے اور جب اس کا جی چاہے۔ جہاں چاہے۔ جتنا عرصہ چاہے کہیں رہ کر واپس آ جائے۔

غیرت اور حمیت اگرچہ یہ فتویٰ دیتی ہے۔ کہ ایسے شخص کو منہ نہ لگایا جائے۔ لیکن معلوم یہ ہوا ہے۔ کہ "شہر والوں" نے اس کا "شاندار جلوس" نکالا۔ (اکالی ۲۸ فروری) گویا جلوس نکالنے والوں نے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ اپنی پتنی کے کسی کے ساتھ چلے جانے پر جو رویہ اس سورمے نے اختیار کیا۔ وہ نہ صرف بے حد تعریف کے قابل ہے۔ بلکہ لائق تقلید بھی ہے اور جب اسے قابل تقلید سمجھا گیا تو پھر اس میں کیا شک رہ گیا۔ کہ اب "پتنی ورتا" کا زمانہ شروع ہو گیا۔

جس ملک میں اس قسم کے لوگ پائے جائیں۔ اور جہاں ایسے جلوس نکالنے والے ہوں۔ وہاں کے متعلق مس میو سے بھی بڑھ کر پوست کندہ حالات لکھنے والوں کی ضرورت ہے۔ اور زیادہ ضرورت اس لئے ہے۔ کہ ایسے حالات اور واقعات کی ذمہ واری ان لوگوں کے مذہب پر عاید ہوتی ہے۔ پرانی رسوم اور رواجات کو جانے دیجئے۔ پرانی کتب کے واقعات اور حکایات سے بھی قطع نظر کر لیجئے۔ موجودہ زمانہ کے "رشی" دیانند جی نے "نیوگ" کے نام سے

وہ کیا کم ہے۔ رشی جی خاوند کی عدم موجودگی یا خاوند کی وفات

مکتوب امام علیہ السلام

دلائل ہستی باری تعالےٰ - رُوح کیا ہے - قرآن انسانی کلام نہیں - انسانی افعال کا مؤثر حقیقی

ایک صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں بھیجے:۔

(۱) اثبات وجود باری تعالیٰ کے عقلی دلائل کیا ہیں؟

(۲) رُوح کیا ہے۔ کیا انسانی رُوح اس کے وجود میں آنے سے پہلے بھی موجود ہوتی ہے۔ اور اس کی موت کے بعد بھی زندہ رہتی ہے۔؟

(۳) اس کی کیا دلیل ہے۔ کہ قرآن انسانی کلام نہیں ہوسکتا:

(۴) انسانی افعال کا مؤثر حقیقی کون ہے؟

حضوؐر نے جواب میں لکھوایا:۔

آپ کے سوالات سارے کے سارے اہم ہیں۔ اور ہر مسلمان کو ان کے متعلق کامل تحقیق ہونی چاہیئے۔ لیکن وُہ سارے کے سارے سوالات ایسے ہیں۔ جو تفصیلی بحث کے محتاج ہیں اور خطوط کے ذریعہ ایسے سوالات کے متعلق تفصیلی بحث نہیں کی جاسکتی۔ مختصار کے ساتھ ایک ایک دلیل آپ کے سوالات کے متعلق دیتا ہوں:۔

خدا تعالیٰ کی ہستی کی عقلی دلیل

پہلا سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے وجود کے عقلی دلائل کیا ہیں؟

جواب۔ سب سے موٹی دلیل خدا تعالےٰ کے وجود پر یہ ہے۔ کہ یہ تمام کائنات جو اس موجودات میں پائی جاتی ہے۔ خواہ وہ زمین میں ہو۔ یا آسمان پر ہو۔ خواہ ستارے ہوں یا سیارے۔ یا جوّ میں پھرنے والی چیزیں ہوں۔ سب کی سب آپس میں ایک رابطہ اور اتحاد رکھتی ہیں۔ اور ساری کی ساری ایک قانون کے ماتحت ہیں۔ اور ایک کل کا جزو معلوم ہوتی ہیں۔ اگر ساری کائنات میں نظام نہ ہوتا۔ تو ہم خیال کر سکتے تھے۔ کہ شائد یہ چیزیں آپ ہی آپ بن گئی ہیں۔ جیسے مثلاً بعض دفعہ سیاہی کاغذ پر گر جاتی ہے۔ اور اس سے ایک تصویر سی بن جاتی ہے۔ تو یہ صحیح ہے کہ بعض دفعہ اتفاقی طور پر چیزیں بن جایا کرتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی تصویر ہمیں نظر آئے۔ جس میں کچھ درخت بنے ہوں۔ اور ان کے سبز پتے ہوں۔ اور سُرخ سُرخ پھوُل بھی ہوں۔ اور پھر ان درختوں کے نیچے بیٹھے ہوُئے کچھ جانور بھی ہوں۔ مثلاً گائے ہو۔ اور اس کا رنگ بھی وہی ہو۔ جو گایوں کا ہوتا ہے سفید یا سُرخ۔ بھینس ہو۔ اور اس کا وہی رنگ ہو۔ جو بھینسوں کا ہوتا ہے۔ بھوُرا یا کالا۔ کچھ آدمیوں کی تصویریں ہوں۔ اور وُہ آدمیوں جیسا لباس پہنے ہوُئے ہوں۔ تو ہم کبھی یہ خیال نہیں کر سکیں گے۔ کہ یہ تصویر کسی سیاہی کے گرنے سے بنگئی ہے بلکہ ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ یہ کسی انسان نے ارادہ سے بنائی ہے کیونکہ گو کسی ایک قسم کی سیاہی کے گرنے سے ایک قسم کی شکل تو بن سکتی ہے۔ لیکن موٹی سے موٹی عقل بھی اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ سیاہی آپ ہی آپ گر کر بھینسوں کے لئے کالا رنگ بن گئی۔ اور سفید کاغذ پر گایوں کے رنگ نمایاں ہو گئے۔ سبز رنگ گر کر پتے اور سُرخ گر کر پھوُل بن گئے۔ اس قسم کا اتفاق بالکل محال ہے۔ پس اگر زمین کا کوئی اور قانون ہوتا۔ آسمان کا کوئی اور تو ہم خیال کر لیتے کہ یہ دنیا آپ ہی آپ بن گئی ہے۔ مگر جب ہم دُنیا پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو وہ ساری کی ساری ایک قانون کی پابند نظر آتی ہے۔ سورج زمین سے اتنے ہی فاصلہ پر ہے۔ جتنے فاصلہ پر اُسے ہونا چاہیئے تھا۔ اگر یہ دونوں زیادہ قریب کر دیئے جائیں۔ تو آپس میں دونوں ٹکرا جائیں۔ اور اگر زمین کو سوُرج سے موجودہ فاصلہ سے دُور کر دیا جائے۔ تو وُہ چکر کھانے سے رک جائے۔ اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ نظر آتی ہے۔ کہ انسان کی آنکھ بغیر روشنی کے نہیں دیکھتی۔ اب انسان تو بیٹھا ہے اس دنیا میں مگر روشنی سورج اور چاند میں پیدا کی گئی۔ یہ تو ہم تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ آنکھ اتفاقاً بن گئی۔ مگر یہ کوئی عقل باور نہ کریگی۔ کہ اس آنکھ کو دکھانے کے لئے کروڑوں میل پر سوُرج بھی خود بخود بن گیا:

پھر ہر قسم کی بیماریاں بھی انسان کو لگی ہوئی ہیں۔ وہ بیماریاں انسان کے جسم کے اندر موجوُد ہیں۔ لیکن علاج باہر موجوُد ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ انسان کو جو بیماریاں لگنے والی تھیں۔ آپ ہی آپ اُن کا علاج بھی موجوُد ہو گیا۔ غرض یہ نظام جو دُنیا میں موجوُد ہے کہ ہر چیز کے مقابل پر چیز پیدا کی گئی ہے۔ اگر انسان کو آنکھ دی ہے۔ اور اُسے نوُر کی ضرورت ہے۔ تو سوُرج بنا دیا۔ اگر ناک دی۔ اور اُسے سونگھنے کی ضرورت ہے۔ تو خوشبودار چیزیں پیدا کیں۔ اگر زبان دی اور اُس میں چکھنے کا مادہ رکھا۔ تو مزے دار چیزیں بنائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ضرور کوئی اس کائنات کا بنانے والا ہے۔ اور اسی کا نام خُدا ہے:

رُوح کیا ہے۔

دوسرا سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ رُوح کیا ہے۔ کیا انسانی رُوح اُس کے وجوُد میں آنے سے پہلے بھی موجود ہوتی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ رُوح اس جوہر کا نام ہے۔ جو خاص حالات کے ماتحت مادہ کے نشوونما پانے سے انسان میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ وُہ اعلےٰ ترقی یافتہ صورت اختیار کر لیتا ہے اُس کے حالات مادہ کے حالات سے مختلف ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کہ گھاس سے دودھ کی حالت (حالانکہ دودھ گھاس سے ہی تیار ہوتا ہے) جدا ہوتی ہے۔ اور جَو سے شراب کی حالت مختلف ہے۔ بحالیکہ شراب جَو سے ہی تیار ہوتی ہے۔ اس قسم کی اور بہت سی مثالیں دنیا میں موجود ہیں۔ پس جبکہ رُوح ایک جوہر کا نام ہے۔ جو مادے سے خاص حالات کے ماتحت پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ سوال ہی باطل ہو جاتا ہے۔ کہ رُوح پہلے موجود تھی یا نہیں۔ جو چیز خاص حالات میں خاص مادے سے پیدا ہوئی۔ وُہ اس سے پہلے موجوُد نہ تھی:

دوسرا حصہ سوال کا یہ ہے۔ کہ کیا رُوح موت کے بعد بھی زندہ رہتی ہے؟ جواب یہ ہے۔ کہ ہاں زندہ رہتی ہے۔ انسان اپنے اندر غیر محدُود ترقی کی خواہش رکھتا ہے۔ اور اُسے ترقی مل رہی ہے۔ انسان کی عقلی ترقی کو ہی دیکھ لو۔ بھینسیں جو کچھ آج سے ہزار سال پہلے کرتی تھیں۔ آج بھی وہی کچھ کرتی ہیں۔ بیل جو کچھ آج سے ہزار سال پہلے کرتے تھے۔ وہی کچھ آج بھی کرتے ہیں۔ تمام درندے چرندے اُسی حال میں ہیں۔ جس میں آج سے ہزاروں سال پہلے تھے۔ مگر انسان ساری کائنات کے راز ظاہر کر رہا ہے۔ نئی سے نئی ایجادیں۔ اور نئے نئے علوم اس کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں۔ آج سے ہزار سال قبل جس قسم کے مکانوں میں لوگ رہتے تھے۔ آج بالکل نقشہ ہی بدلا ہوُا ہے۔ گذشتہ زمانہ میں جس قسم کے کپڑے پہنتے تھے۔ آج کا لباس ان سے مختلف ہے۔ جس قسم کی سواریاں پہلے تھیں۔ آج وُہ سواریاں نہیں۔ غرض پہلے زمانہ کو موجودہ وقت سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ اور ابھی انسانی ترقی کا دَور ختم نہیں ہوُا۔ بلکہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ جبکہ جانوروں اور درختوں وغیرہ کے لئے محدود ترقی ہے اس کے مقابلہ میں انسان کو غیر محدُود ترقی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

پس جانوروں وغیرہ کی روح فنا ہو جائے گی۔ کیونکہ ان کی ترقی اس جہان میں بھی محدود ہے۔ مگر انسان کی ترقی باقی ہے۔ کیونکہ ایک غیر محدود ترقی کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ عقل کے خلاف ہے۔ کہ انسان کے اندر غیر محدود ترقی کی خواہش رکھدی جائے اور اس کے سامان پیدا کئے جائیں۔ لیکن اس کے حاصل کرنے سے اُسے محروم رکھا جائے۔ جس چیز کی خواہش خدا نے پیدا کی ہے۔ اور سامان بنائے ہیں۔ وہ چیز بھی ضرور اللہ تعالےٰ بندہ کو دیگا۔

قرآن انسانی کلام نہیں

تیسرا سوال یہ ہے۔ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ قرآن انسانی کلام نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے خود اس سوال کو اُٹھا کر اس کا جواب دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان صرف وہی کام کرسکتا ہے۔ جو اس کی طاقت میں ہو۔ جو کام اس کی طاقت میں نہیں۔ وہ نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم میں ایسی باتیں ہیں۔ جو انسان کی طاقت سے بالا ہیں۔ اگر علمی باتیں میں بیان کروں۔ تو اس کے لئے وقت چاہیئے۔ میں صرف پیشگوئیوں کو لیتا ہوں۔ انسان کو علم غیب حاصل نہیں۔ مگر قرآن کریم میں علم غیب کی باتیں ہیں۔ دوسری باتیں جانے دو۔ اسی کو لے لو۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تھے۔ اس وقت کہا گیا تھا۔ کہ آپ کو آپ کی قوم نکال دیگی۔ اور چاروں طرف پھر کر وہ آپ کے خلاف ملک میں جوش پھیلائے گی۔ آخر کار وہ آپ کے خلاف تلوار اٹھائے گی۔ لیکن باوجود اس کے کہ اس کے ساتھ کثرت ہوگی۔ اور دوسرے قبائل بھی اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ اور مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہوگی۔ پھر بھی سارے ملک کے جمع شدہ لشکر آپ کے مقابلہ میں شکست کھائیں گے۔ اور آپ دوبارہ فاتحانہ حیثیت میں بعد اس کے کہ بیکسی کی حالت میں آپ نکالے گئے تھے۔ مکہ میں داخل ہوں گے۔

ایک شخص جس کے ماننے والے صرف ۷۰۔۸۰ آدمی ہوں۔ وہ کس طرح یہ غیب کی خبر بتا سکتا ہے۔ کہ ایک دن اس کی قوم اُسے نکال دیگی۔ پھر ملک میں جوش پھیلائے گی۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے فتح اور غلبہ اسی کا ہوگا۔ انسان تو کل کی نسبت بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ کیا ہوگا۔ اس قسم کی ہزاروں پیشگوئیاں ہیں۔ جو کچھ تو اسی زمانہ میں پوری ہوئیں۔ اور کچھ آج تک پوری ہو رہی ہیں۔ اور باقی آئندہ پوری ہوں گی۔ مثلاً اس پیشگوئی کو دیکھیں جس میں کہا گیا تھا۔ مغربی قومیں یعنی یورپین لوگ ساری قوموں پر غالب آجائیں گے۔ یہ پیشگوئی اس وقت کی گئی تھی۔ جبکہ یورپ کا بہت سا حصہ وحشیوں سے آباد تھا۔ کپڑے پہننے بھی وہ نہیں جانتے تھے اور ان کی ایک ہی اس وقت متمدن حکومت تھی۔ جو ایرانی حکومت سے شکست کھا چکی تھی۔ اس وقت قرآن کریم نے خبر دی۔ کہ یورپین اقوام سب حکومتوں پر غالب آئیں گی۔ اور ایشیائی حکومتوں کو زیر کر لیں گی۔ پس یہ ثبوت ہے کہ قرآن کریم انسان کا کلام نہیں۔

مؤثر حقیقی کون ہے

چوتھے سوال کا کہ انسانی افعال کا مؤثر حقیقی کون ہے۔ یہ جواب ہے۔ کہ خدا اور انسان۔ ارادے کے لحاظ سے انسانی افعال کا مؤثر خود بندہ ہے۔ اور نتیجہ کے لحاظ سے خود اللہ تعالےٰ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں کبھی تو کام کی نسبت بندہ کی طرف کی جاتی ہے۔ اور کبھی اللہ تعالےٰ کی طرف۔ ایک چور چوری کے لئے نکلتا ہے۔ خدا اسے نہیں کہتا۔ وہ آپ چوری کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو چوری کا ارادہ نہ کرتا۔ لیکن جس وقت چوری کے لئے نکلتا ہے۔ تو وہ خدا کے دیئے ہوئے پاؤں سے چلتا ہے۔ خدا کی دی ہوئی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ خدا کے دیئے ہوئے ہاتھوں سے پکڑتا ہے۔ پس ارادے کے لحاظ سے کام کی نسبت بندہ کی طرف کی جاتی ہے۔ اور نتیجہ کے لحاظ سے خدا کی طرف۔ اور چونکہ سزا ارادہ پر ہوتی ہے۔ اس لئے سزا بندہ کو ملے گی۔

جماعت راولپنڈی کے صیغہ تبلیغ کی سالانہ رپورٹ

جماعت احمدیہ راولپنڈی کے صیغہ دعوۃ و تبلیغ کی سالانہ رپورٹ پیش کرنے سے قبل اس امر کا اظہار کردینا غیر ضروری نہ ہوگا۔ کہ امسال بوجوہات تبلیغ کے راستہ میں ایسی مشکلات حائل رہیں۔ جن کی وجہ سے تبلیغ کا اہم فرض کما حقہ ادا نہ ہوسکا۔ تاہم باوجود ان مشکلات و موانعات کے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ کام کرنے کی توفیق ملی۔ پہلی کامیابی ۱۲ جون کے جلسہ پر ہوئی۔ جن مشکلات سے گزر کر ہوئی۔ اور جس شان و شوکت سے ہوئی۔ اس کی بنا پر یہ کہنا مبرا از مبالغہ ہوگا۔ کہ یہ ایک نہایت عظیم الشان کامیابی تھی۔ جس سے تبلیغی میدان اپنی کمال وسعت کے ساتھ ہمارے سامنے آگیا۔ غیر مبائعین کی مخالفت نے اس میدان کو وسیع تر کرکے ہمیں مزید تبلیغی کوششوں کا موقعہ دیا۔ اور خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہماری ناچیز کوششوں کو بار آور فرمایا۔ اور گروہ غیر مبائعین جس نے راولپنڈی میں اپنی مزوّرانہ چالوں سے بڑی طاقت و قوت حاصل کرلی تھی۔ ایسا بس پا ہوا۔ کہ پھر اس نے سر نہیں اٹھایا۔ جو جلسہ انہوں نے ہمارے خلاف تجویز کیا۔ انہیں سخت ناکامی اور نامرادی ہوئی۔ اس موقعہ پر ہماری طرف سے جو متعدد ٹریکٹ تقسیم ہوئے وہ ایسے تیر بہدف ثابت ہوئے کہ پبلک کے سامنے ان کا اندرونی گند اور منافقت آشکارا ہوگئی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے آنے پر ہماری طرف سے غیر احمدیوں کو دعوۃ مباحثہ دی گئی۔ اور عین جلسہ گاہ میں للکارا گیا۔ کہ اگر تاب تواں ہے۔ تو اس وقت تبادلہ خیالات ہو جائے۔ مگر انہوں نے راہ گریز اختیار کی۔ جس کا پبلک پر اچھا اثر ہوا۔ ازاں بعد ایک اشتہار مولوی ثناء اللہ اور ہمچو قسم دیگر علماء کے فرار کے متعلق دیا گیا۔ اور ایسے ہی دو تین پوسٹر یکے بعد دیگرے شائع کئے گئے۔ جن سے پبلک کی تمام تر توجہ ہماری طرف منعطف ہوگئی۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ نے احمدیت کا بول بالا کیا۔

یہ سال جماعت احمدیہ راولپنڈی کے لئے اس لحاظ سے بھی نہایت مبارک و بابرکت تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بہ نفس نفیس سفر کشمیر کے موقع پر تشریف فرما راولپنڈی ہوئے۔ حضور کے قدوم میمنت لزوم کا اس سرزمین میں نزول فرما ہونا یقیناً ایک فال مبارک تھی۔ اور اس علاقہ کیواسطے ایک بشارت عظمےٰ۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں علاقہ ہذا کے متعدد اصحاب نے بیعت کی جس کے متعلق کشمیر سے حضرت خلیفۃ المسیح نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور جماعت کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی طرف بدیں الفاظ توجہ دلائی۔

"دو چند دن کے اندر کئی خطوط بیعت چنڈی اور اٹک سے آئے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ وقت اچھا ہے۔ طبائع پر اثر ہے۔ خاص طور پر تبلیغ پر زور دیا جائے"۔

اس خط کو جمیع انجمنہائے ضلع راولپنڈی میں مشتہر کر دیا گیا۔ جس سے احباب کرام میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔ "جہان" اور "منڈ والی" دو جگہوں پر نئی جماعتیں قائم کی گئیں۔ اور انکو باقاعدہ نظام میں منسلک کیا گیا۔ شہر راولپنڈی میں تین پبلک اجلاس ہماری طرف سے منعقد کئے گئے۔ جن میں پبلک پوری دلچسپی لیتی رہی۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل نے پیغام احمدیت پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس سلسلہ میں مقامی جماعت کو ایک گراں قدر رقم کا متحمل ہونا پڑا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ جماعت کے افراد نے ان اخراجات کا بار بطیب خاطر اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ میں اس تبلیغی رپورٹ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بیش از بیش تبلیغی کوششوں کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر تبلیغی موقعہ سے کما حقہ ہمیں فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ کہ تمام کامیابیاں اسکے ہی فضل پر منحصر ہیں۔ علاوہ ازیں خاکسار نے ذاتی مصارف پر ایک تبلیغی ٹریکٹ "التبلیغ" ماہوار سال نو سے جاری کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے نتائج مفید اور بابرکت کرے۔ اور توفیق بخشے۔ کہ خاکسار اس سلسلہ کو جاری رکھ سکے تا اس آسمانی ندا کو ہر گوشہ اور ہر سو پہنچا سکوں۔

خاکسار

ملک عزیز احمد۔ انچارج صیغہ تبلیغ راولپنڈی۔

خطبہ نکاح

خدا تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت تجویز شدہ جوڑے کی برکات

جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے کے نکاح کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا: (ایڈیٹر)

دُنیا میں

بے اطمینانی اور بے چینی

جستجو سے پیدا ہوتی ہے۔ جب ایک چیز کی انسان کو تلاش ہوتی ہے اور وہ میسر نہیں آتی۔ تو اس کے دل میں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن جب کسی انسان کو کوئی چیز میسر آجاتی ہے اور وہ اس کے لئے سہل الحصول ہوتی ہے۔ تو اس میں

غفلت اور سستی

پیدا ہو جاتی ہے۔ گو اسے بے اطمینانی اور بے چینی نہیں ہوتی۔

ایک مُسلم اور غیر مُسلم

میں یہی فرق ہے۔ کہ یوں تو سارے مذاہب کے لوگ ہی اپنے اپنے مقصد کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ ایک ہندو بھی کوشش کرتا ہے۔ اپنی روحانی اصلاح کے لئے۔ ایک عیسائی بھی کوشش کرتا ہے۔ روحانیت حاصل کرنے کے لئے۔ ایک یہودی بھی کوشش کرتا ہے خدا کا مقرب بننے کے لئے۔ لیکن ایک مسلمان کے مقابلہ میں ان کی کوششوں میں یہی فرق ہوتا ہے۔ کہ ان کو

دو جستجوئیں

کرنی پڑتی ہیں۔ ایک یہ کہ وُہ چیز کیونکر ملے گی۔ اور دوسری یہ کہ وُہ چیز مل جائے۔ مگر مسلمان کے لئے یہ فیصلہ آج سے تیرہ سو سال قبل سے ہو چکا ہے۔ کہ فلاں چیز اسے کیونکر ملے گی۔ اس لئے اب اس کے لئے یہی کوشش باقی ہے۔ کہ وہ چیز مل جائے۔ اس لئے کوئی مسلمان جو اسلام کو سمجھ کر مسلمان ہوتا ہے۔ کسی حالت میں غیر مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اس کے دل میں بے چینی اور بے اطمینانی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی طرف سے جستجو کامل ہو چکی ہے۔ اس کے لئے راہ کھل کر آسانی پیدا ہو چکی ہے۔ اب اس کا صرف اتنا کام ہے کہ اس راہ پر چلے۔ اور اس طریق پر عمل کرے۔ دوسرے لوگ جبکہ

ابتدائی جستجو

میں مشغول ہونے کی وجہ سے بے چینی اور بے اطمینانی محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک مسلمان مطمئن ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مومن کا نام

نفس مطمئنہ

رکھا گیا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے:۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

اس جگہ نفس مطمئنہ مُسلمان کا نام ہے۔ پس جو شخص صحیح طور پر اسلام لاتا ہے۔ اور سمجھ کر اسلام کی پابندی اختیار کرتا ہے۔ اسے جستجو کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تلاش اس کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر چکے۔ اب اس کا کام صرف عمل کرنا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ ہمارے سارے کام ہماری ساری تحریکات۔ ہمارے سارے اعمال۔ ان سب کے لئے

اسلام نے رستے بتا دئیے

ہیں۔ روحانی امور کا سمجھنا۔ چونکہ غیر مسلموں کے لئے مشکل ہے۔ اس لئے موٹی باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ اسلام میں ہر تحریک اور ہر کام کے لئے رستہ۔ ہر مشکل کا حل۔ اور ہر کامیابی کا طریق بتا دیا گیا ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت کے متعلق بتا دیا۔ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ جب جوان ہوتا ہے۔ اس وقت کے کام کی تفصیل بتا دی۔ جب بیاہ شادی کے قابل ہوتا ہے۔ اس وقت کے متعلق ہدایات دے دیں پھر جب میاں بیوی کی حیثیت میں ہوتے ہیں۔ اس وقت کے لئے تفصیلی احکام بیان کر دئے۔ پھر یہ احکام اس طرح کے نہیں۔ کہ یہ کرو۔ اور یہ نہ کرو۔ بلکہ یوں ہیں۔ کہ یہ کام کرو گے۔ تو یہ فائدہ ہوگا اور نہ کرو گے۔ تو یہ نقصان۔ اسی طرح فلاں کام کرنے سے یہ نقصان ہوگا۔ اور اس کے نہ کرنے سے یہ فائدہ:۔

غرض اسلام نے جستجو کا رستہ کھول کر بتا دیا ہے۔ اس وقت ایک بات کے متعلق میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وُہ

نکاح کا معاملہ

ہے۔ نکاح کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض آیات اس لئے منتخب فرمائیں۔ کہ ان کے ذریعہ نکاح کے متعلق راہنمائی کریں۔ اور ضروری احکام بتائیں۔ ان آیات میں ایسا طریق بتایا گیا ہے۔ کہ جس پر چلنے سے نکاح بابرکت اور فائدہ بخش ہو سکتا ہے۔ اب ہمیں نکاح کو بابرکت بنانے کے لئے کسی طریق کے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ ضرورت ہے۔ کہ اس طریق پر عمل کریں۔ اب یہ تو ممکن ہے۔ کہ کسی کو رستہ تو معلوم ہو۔ مگر وہ اس پر چلے نہ۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ وہ چلے۔ لیکن اسے روکیں پیش آجائیں۔ پھر یہ بھی ممکن ہے۔ کہ روکیں بھی نہ ہوں۔ لیکن کسی میں چلنے کی طاقت ہی نہ ہو۔ یہ سب کچھ ممکن ہے۔ مگر پہلی کوفت اور پہلی مشقت کہ صحیح رستہ معلوم ہو۔ یہ ہمارے رستہ میں نہیں ہے:

پہلی بات

نکاح کے متعلق۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن سے مستنبط کر کے بیان کی۔ اس کا ذکر اس آیت میں ہے:۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا و نساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا کہ اے مومنو اگر تم اپنے لئے نجات کا رستہ تلاش کرنا چاہتے ہو۔ اپنی ان ترقیوں [illegible] کو پورا کرنا چاہتے ہو۔ جو نکاح سے وابستہ ہیں۔ (یاد رکھنا چاہیئے جو آیت جہاں پڑھنے کا حکم ہے۔ وہاں اسی موقعہ کے لحاظ سے اس کے معنی ہوتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جب کھانا کھانے کے وقت پڑھی جائے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ میں خدا کے نام سے کھانا کھانا شروع کرتا ہوں۔ جب قرآن کریم پڑھنے کے وقت پڑھی جائے۔ اس وقت قرآن کریم کا پڑھنا مدنظر ہوتا ہے۔ اسی طرح جب یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء نکاح کے موقعہ پر پڑھیں گے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم نکاح میں کامیابی اور برکات چاہتے ہیں۔) تو اس کا بہترین ذریعہ یہ ہے۔ کہ اتقوا ربکم الذی خلقکم اس رب اور اس پرورش کنندہ کو

نجات کا ذریعہ

بناؤ جس نے تم کو پیدا کیا:۔

یہ سیدھی بات ہے۔ کہ جب کوئی کسی چیز کو بناتا ہے۔ تو وُہ اس چیز کے لوازمات بھی پورے کرتا ہے۔ جو شخص مکان بناتا ہے۔ وہ اس کی دیواریں۔ چھت اور دیگر ضروریات پوری کرتا ہے۔ اسی طرح جو گھوڑا خریدتا ہے۔ وُہ دیکھتا ہے۔ کہ وُہ

الازواج جنۃ مجندۃ۔ ارواح میں ایک دوسرے سے نسبت ہوتی ہے۔ جب ایسی ارواح مل جائیں۔ تو ان کے جوڑے بابرکت ہوتے ہیں۔ پس

مومن کو چاہیئے۔

کہ خدا تعالےٰ پر توکل اور بھروسہ کرے۔ اور اپنی رائے پر انحصار نہ رکھے۔ اسے کیا پتہ ہے۔ کہ جس چیز کو وہ اچھا سمجھتا ہے۔ وہ دراصل بُری ہے۔ اور جو اسے بُری نظر آتی ہے۔ وہ اس کے لئے اچھی ہے۔

میرے لئے آج

اس خطبہ کی طرف توجہ دلانیکی وجہ

یہ ہے۔ کہ میں بتانا چاہتا ہوں۔ ایک جوڑا خدا تعالےٰ نے پہلے چنا تھا۔ اور ایک اب چنا گیا ہے۔ اس وقت میں جس نکاح کے اعلان کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اس میں لڑکا اور لڑکی ان دونوں خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے جوڑے کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ یاآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ کسی شاعر نے کہا ہے،

گو واں نہیں پہ واں سے نکالے ہوئے تو ہیں
کعبہ سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی

اگر کعبہ سے نکالا ہوا بت کعبہ کی نسبت پر فخر کر سکتا ہے۔ تو جو نہ نکالا ہوا ہو۔ اسے تو یقیناً

فخر کرنے کا حق

حاصل ہے۔ اور جب کہ اتفاق سے نسبت بھی وہی قائم ہے۔ کہ لڑکا اس خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ جس خاندان کے فرد کو خدا تعالےٰ نے آدم کہا تھا۔ اور لڑکی اس خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کی خاتون کو خدا تعالےٰ نے حوّا قرار دیا۔ اس لئے ہمیں اسے نیک شگون سمجھتے ہوئے اللہ تعالےٰ سے امید رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ اس نکاح کو بابرکت کریگا۔ اور اس جوڑہ کو بھی جنت کی زندگی عطا کرے گا۔

اس وقت میں مرزا عزیز احمد صاحب کے نکاح کے اعلان کے لئے کھڑا ہوں۔ جو کہ نصیرہ بیگم بنت میر محمد اسحاق صاحب سے قرار پایا ہے۔

مرزا عزیز احمد صاحب

گو پچھلے عرصہ میں قادیان کم آتے رہے ہیں۔ اور جب آتے بھی ہیں۔ تو بہت کم لوگوں سے ملتے ہیں۔ یہ نہیں، کہ مجھ سے نہیں ملتے۔ بلکہ باقی جماعت کے لوگوں سے سوائے اپنے چند احباب کے کم ملتے ہیں۔ مگر ساری جماعت کے لوگ ان سے واقف ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پوتے ہیں۔ اور انہیں ایک فوقیت حاصل ہے۔ اور وہ یہ کہ جب ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب کو سلسلہ کے متعلق اظہار خیال کا موقعہ نہ ملا تھا۔ اس وقت انہوں نے بیعت کی تھی۔ اگرچہ ان کی اس وقت کی بیعت میں استاذہ کا بہت کچھ دخل تھا۔ اور خود میرا بھی دخل تھا۔ میرے ذریعہ ہی ان کی

بیعت کا پیغام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بھیجا گیا تھا۔ اور مجھے خوب یاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی بیعت کے متعلق سن کر بہت خوش ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ان کی والدہ سے بھی بہت محبت تھی۔ جب خاندان میں بہت مخالفت تھی۔ اور آنا جانا بھی بند تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرمایا کرتے۔ عزیز احمد کی والدہ کبھی بار آتی جاتی ہیں۔ اور روتی رہتی ہیں۔ کہ لوگوں نے خاندان میں یہاں تک تفرقہ ڈال دیا ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے سے مل بھی نہیں سکتے۔

دوسرا خاندان میر صاحب کا ہے۔ جس سے ساری قادیان واقف ہے۔ واقف تو مرزا عزیز احمد صاحب سے بھی ہے۔ مگر میں نے اس لئے ذکر کیا ہے۔ کہ وہ اس نقص کی اصلاح کر لیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوست اس نکاح کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں گے۔ میں پانچ ہزار مہر پر اس نکاح کا اعلان کرتا ہوں ؂

احباب سے ایک ضروری التماس

نظارت تالیف و تصنیف کی لائبریری میں ایسی کتابوں۔ رسالوں۔ ٹریکٹوں۔ اشتہاروں۔ اور اخبارات کے جمع کرنیکی ضرورت ہے۔ جو اس وقت تک سلسلہ احمدیہ کے مخالفوں کی طرف سے سلسلہ کی مخالفت میں شائع ہو چکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہوں۔ اس کام کیلئے مختلف مقامات کے احباب کی امداد کی ضرورت ہے۔ تمام احباب ان تمام تحریروں کو تلاش کرنیکی کوشش فرمائیں۔ جو ان کے علاقہ میں کسی مخالف کی طرف سے اسوقت تک شایع ہو چکی ہیں۔ اکثر بڑے بڑے مخالف مر چکے ہیں۔ ان کی پرانی تحریروں کو جو سلسلہ ہذا کے خلاف لکھی گئیں جمع کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور ایسا ہی جو تحریریں آئندہ شائع ہوں۔ ان کو بھی حاصل کیا جائے۔ اور ان سب تحریروں کو لائبریری تالیف و تصنیف میں بھیجا جائے۔

بعض مقامات میں سکرٹری تالیف و تصنیف منتخب ہو چکے ہیں۔ ان کی خدمت میں بھی یہی درخواست ہے۔ کہ وہ اس کام کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائیں۔ ان کے علاوہ ہر ایک احمدی کی خدمت میں بھی درخواست ہے۔ کہ وہ مخالفوں کے لٹریچر کے جمع کرنے میں صیغہ ہذا کی امداد فرمائے۔ اور کوئی ایسی کتاب یا ٹریکٹ یا اشتہار مخالفین کا نہ ہو۔ جو لائبریری قادیان میں موجود نہ ہو۔ اس کام کے لئے احباب کی پوری اور متواتر کوشش اور توجہ کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے جو کتابیں اسلام کے خلاف کسی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ ان کو بھی حاصل کر کے لائبریری ہذا میں بھیجنے کی کوشش فرمائی جائے۔

اگر کوئی صاحب لائبریری تالیف و تصنیف کے لئے کوئی مفید کتاب عطا فرمائیں۔ تو وہ بھی شکریہ کے ساتھ قبول کی جائیگی۔

(ناظر صیغہ تالیف و تصنیف۔ قادیان)

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی کی وفات

صوبیدار غلام حسین صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ بھیپال کلاں دس دسمبر ۳۴ء بوقت صبح اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ صوبیدار صاحب کی وفات کا ہر اس شخص کو خواہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ یا غیر مسلم جو ان کا واقف تھا۔ نہایت ہی افسوس ہوگا۔ آپ نہایت ہی ہر دلعزیز اور اپنے اندر خصوصیت رکھتے تھے۔ آپ بلحاظ علم بہت ہی لایق اور فایق اور مدلل تھے۔ یہ بات مبالغہ آمیز نہیں۔ کہ خواہ کوئی کسی مذہب کا آدمی ہو۔ مذہبی گفتگو میں اپنے قوی دلایل سے لاجواب اور ساکت کر دیتے تھے۔ یوں تو ہر ایک احمدی جو بھی اپنی جماعت کے لٹریچر سے پوری طرح واقف ہوگا۔ اس میں یہی خوبی ہوگی۔ مگر صوبیدار صاحب بلحاظ اپنے علم کے بہت کچھ نمایاں شان رکھتے تھے۔ ماسوا اس کے آپ زہد اور تقوےٰ سے اخلاق اور عادات۔ خلق خدا کی خیر خواہی اور فائدہ رسانی میں بے نظیر تھے۔ آپ صاحب کشوف بھی تھے۔ اور ملہم بھی تھے۔ آپ کے الہاموں میں سے ایک الہام تھا۔ جس کا مجھے مفہوم یاد ہے۔ کہ جنگ عظیم سے پہلے آپ کو یہ بشارت دی گئی۔ کہ بہت سخت جنگ ہوگی۔ مگر تم محفوظ رہو گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ جنگ عظیم ہوئی آپ جنگ میں داخل ہوئے۔ اور لڑے۔ مگر خدا نے محفوظ رکھا۔ آپ خیریت سے ایک سو پانچ روپیہ پنشن لیکر گھر آئے۔ ۷۵ روپیہ پنشن کے اور ۳۰ روپے بہادری کے۔ آپ جہاں جہاں رہے ہیں۔ ان کے اخلاق کی نشانی وہاں موجود رہی۔ اس لئے ہر ایک واقف کو بہت ہی صدمہ پہونچیگا۔ خصوصاً جماعت احمدیہ بھیپال کلاں کو ان کی وفات کا بہت ہی صدمہ پہونچا ہے۔ تمام جماعت احمدیہ کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ مرحوم کی مغفرت کی دعا کریں نیز یہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ جماعت احمدیہ بھیپال کلاں کو مخلص احمدی عطا کرے۔ اور ترقی دے۔

خاکسار مستری سلطان بخش احمدی از کر کہار تحصیل چکوال

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۱۷ ار فروری ۱۹۳۰ء بعد نماز ظہر

سید منیر احمد صاحب رضوی مونگھیری جو عرصہ دراز سے سیاحی کر رہے ہیں۔ اور بہت سے بیرونی ممالک میں بھی ہو آئے ہیں۔ ان دنوں تحقیق حق کی غرض سے قادیان آئے ان کے استفسار پر حضرت خلیفۃ المسیح نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

وفات مسیح علیہ السّلام

حضرت عیسےٰ علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح فوت شدہ ہیں۔ اور قرآن کریم کی جو آیت بھی

کسی انسان کی وفات

پر دلالت کرتی ہے۔ اس سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر دوسری آیات کو جانے دیں۔ تو خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا اپنا بیان اپنی وفات کے متعلق قرآن کریم میں موجود ہے۔ فرمایا۔

واذ قال اللہ یعیسے ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ قال سبحانک مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق... ... ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ یعنی خدا تعالیٰ ان سے سوال کرے گا۔ کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا۔ کہ میری اور میری ماں کی پرستش کرو۔ اس پر آپ جواب دیں گے۔ میں نے تو ان سے ہرگز یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میری پرستش کرو۔ جب تک میں ان کے اندر رہا۔ ان کو صحیح توحید کی تعلیم ہی دیتا رہا۔ لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی۔ تو پھر ان کا نگران تو ہی تھا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں کے اندر شرک

فلمّا توفیتنی کے بعد

شروع ہوا ہے۔ اس آیت میں ما دمت فیھم کے الفاظ ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنی حیات میں نفی شرک کرتے ہیں۔ موت کے بعد نہیں۔ اگر حیات اور وفات کے درمیان اور بھی کوئی وقت ہوتا۔ تو آپ یہ کہتے۔ کہ جب میں آسمان پر چلا گیا۔ اس وقت کا مجھے علم نہیں۔ مگر وہ صرف دو زمانوں کا ہی ذکر کرتے ہیں۔ اگر کوئی تیسرا زمانہ بھی ان پر آیا ہوتا۔ تو وہ کہتے۔ یہ سوال مجھ سے کیوں کیا جاتا ہے۔ عیسائیوں میں جب شرک پیدا ہوا۔ تو مجھے دوبارہ انکی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ میں نے انہیں مارا۔ نہ ماننے والوں کو قتل کیا۔ پھر سب کو مسلمان بنا دیا۔ مگر وہ یہ نہیں کہتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ جب تک میں ان کے اندر موجود تھا۔ وہ شرک نہیں کرتے تھے۔ اور جب تو نے مجھے وفات دیدی۔ تو پھر بعد کا مجھے کوئی علم نہیں۔ گویا وہ صرف

دو زمانوں کا اقرار

کرتے ہیں۔ تیسرے کا کوئی ذکر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اس سوال کے وقت تک حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر صرف دو زمانے ہی گذر چکے ہونگے۔ ایک عیسائیوں کے اندر رہنے کا زمانہ اور دوسرا وفات پانے کے بعد کا زمانہ۔ بعض لوگ کہدیتے ہیں۔ کہ یہ سوال ان پر قیامت کے دن ہو گا۔ لیکن خواہ کبھی ہو۔ اس سے دو ہی دور ثابت ہو سکتے ہیں۔ تیسرے اس دور کا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آکر رہیں گے اس میں کوئی ذکر نہیں۔ قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے زمانہ میں شرک نہیں تھا۔ قرآن حواریوں کی تعریف کرتا ہے۔ اس لئے ان کی زندگی کے متعلق تو سوال ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ زندگی میں شرک نہ ہونے کی شہادت خود خدا تعالےٰ دیتا ہے۔ اور وفات کے بعد کے زمانہ کے لئے مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے

عیسائیت فنا ہو جائے گی

یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام عیسائیت کو مٹا دینگے۔ اس لئے اس زمانہ کے متعلق بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ سوال اگر ہو سکتا ہے۔ تو اسی زمانہ کے متعلق جب وہ آسمان پر بیٹھے تھے۔ لیکن کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ وہ اگلے پچھلے زمانوں کا ذکر کر جاتے ہیں۔ لیکن اصل زمانہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس بات کی توقع کسی گنوار سے بھی نہیں کی جا سکتی۔ کہ جو بات اس کی بریت کے لئے ضروری ہو۔ اُسے تو چھوڑ دے۔ لیکن غیر متعلقہ باتیں بیان کرتا جائے۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق یہ خیال کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ کہ آپ عقل و فہم سے اس قدر محروم ہونگے۔ کہ حقیقی جواب جس سے آپ کی بریت ہوتی ہے۔ اسے تو چھوڑ دیں۔ اور جس کے متعلق کوئی سوال نہ ہو۔ اس کا ذکر کر دیں۔

اس سے تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ تیسرا زمانہ کوئی ان پر آیا ہی نہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ اس کا ذکر نہ کرتے۔ دراصل یہ سوال صرف

عیسائیوں پر اتمام حجت

کے لئے ہے۔ تا انہیں بتایا جائے کہ تم جو کہتے تھے۔ کہ عیسےٰ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔ کہ میری پرستش کرو۔ یہ جھوٹ ہے۔ خود عیسےٰ یہ تعلیم دینے سے انکار کرتا ہے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی بخوبی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ سوال مجھ پر اعتراض نہیں۔ بلکہ عیسائیوں پر حجت کے لئے کیا گیا ہے۔ یہ بیان ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا

خدا تعالےٰ کے حضور

میں۔ اور یہی وہ مقام ہے۔ جہاں خشیت اور خوف الٰہی زیادہ ہو سکتا ہے۔ اس مقام پر وہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ مسیحی ان کی زندگی میں نہیں بگڑے۔ اور ان کی گمراہی کا زمانہ ان کی وفات کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو مسلمان یہ مان لیں۔ کہ موجودہ عیسائیت میں کوئی نقص نہیں۔ بالکل سچی ہے۔ اور عیسائی بالکل نہیں بگڑے۔ اور پھر عیسائیت میں داخل ہو جائیں۔ یا پھر یہ مان لیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر

توفیتنی کا زمانہ

شروع ہے۔ ان دونوں راستوں میں سے جونسا چاہیں اختیار کر لیں۔

صداقت مسیح موعودؑ

کسی چیز کی

بڑی دلیل

تو یہ ہؤا کرتی ہے۔ کہ وہ اس مقصد کو پورا کر دے۔ جس کے لئے بنی ہو۔ انسان کی تعریف منطقیوں سے پوچھنے کوئی نہیں جایا کرتا۔ منطق نہ سب لوگ سمجھتے ہیں۔ اور نہ جانتے ہیں عام لوگ شکل دیکھکر ہی پہچان لیتے ہیں۔ کہ یہ آدمی ہے۔ کیونکہ آدمیوں والا کوئی کام اور حلیہ ان کے ذہن میں مستحضر ہوتا ہے اور جب بھی کسی کو دیکھتے ہیں۔ پہچان لیتے ہیں۔ کہ یہ آدمی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے

ہر چیز کی حکمت

رکھی ہے۔ اگر وہ اس حکمت کو پورا کر دے۔ تو خواہ اس کے متعلق بعض دھوکے بھی ہوں۔ اسے ماننا پڑتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ہمیں اندھیرے میں کسی کپڑے کے اندر لپیٹ کر خربوزہ کی قاش دے۔ اور ہم اسے کھا کر ذائقہ سے پہچان لیں۔ کہ یہ خربوزہ ہی ہے۔ تو محض اس وجہ سے اس کے خربوزہ ہونے

سے انکار نہیں کرینگے۔ کہ وہ اس صورت میں ہمارے سامنے نہیں آیا۔ جو ہمارے ذہن میں اس کی ہے۔ اگر

ذائقہ اور تاثیر

وہی ہو۔ تو خواہ ظاہری شکل میں کچھ اشتباہ بھی ہو۔ اسے خربوزہ ہی کہیں گے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایسا خربوزہ ہمنے آج تک نہیں دیکھا۔ لیکن اگر ذائقہ اور تاثیر وہ نہ ہو۔ تو خواہ شکل بعینہٖ ویسی ہو۔ پھر بھی اسے خربوزہ نہیں کہا جائیگا۔ پس

اصل چیز

خواص ہیں۔ ظاہری فرق کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ خاصیت۔ مزا اور تاثیر تو وہی ہو۔ لیکن ہم کہیں۔ یہ خربوزہ نہیں۔ کیونکہ ظواہر پر خواص مقدم ہوتے ہیں۔ نہ کہ خواص پر ظواہر۔ مسلمان مسیح موعودؑ کی آمد پر اسی لئے اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور جب پیشگوئی موجود ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ آنیوالے کے کچھ خواص بھی بیان کئے گئے ہونگے۔ اب ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ میں وہ خواص پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ اور انہوں نے

انبیاء اور مامورین والے کام

کئے ہیں یا نہیں۔ اگر کئے ہیں۔ تو چاہے بعض باتیں ہماری سمجھ میں نہ آئیں۔ ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ آپؑ سچے ہیں۔ یوں تو یہودیوں کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کئی اعتراض تھے۔ مثلاً یہی کہ آنے والا نبی بنی اسرائیل سے آنا تھا۔ مگر قرآن کریم ان کو یہی جواب دیتا ہے۔ کہ تم دیکھو۔ یہ نبی وہ کام کرتا ہے یا نہیں جو آنیوالے نے کرنے ہیں۔ اس کا کام یہ ہے۔ یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم۔ یعنی تلاوتؔ آیات۔ تعلیم کتابؔ۔ احکام کا فلسفہؔ بیان کرنا اور تزکیہؔ کرنا۔ تو قرآن کریم کہتا ہے۔ اگر اس نبی نے یہ تمام کام کر دیئے ہیں۔ تو تمہیں اسے مان لینا چاہیئے۔ اور اسرائیل والی بات کو غلط فہمی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ایک جزئی بات ہے۔ اور جزئیات ہمیشہ

اصل کے تابع

ہؤا کرتی ہیں۔ مثلاً ہمارے کسی عزیز نے کہیں سے آنا ہو۔ اور ہمیں بتایا جائے۔ کہ اس نے کوٹ پتلون پہنا ہؤا ہی لیکن وہ راستہ میں لباس تبدیل کر لے۔ تو ہم اسے پہچان لینے کے بعد اس کا انکار اس وجہ سے نہیں کریں گے۔ کہ اس نے کوٹ اور پتلون نہیں پہنا ہؤا۔ کیونکہ لباس ایک

ضمنی چیز

ہے۔ جو ہر وقت بدلی جا سکتی ہے۔ پس اسی طرح اگر حضرت مرزا صاحبؑ نے وہ کام کر لیا ہے۔ جو مسیح موعودؑ کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ تو اگر کوئی چھوٹی موٹی بات سمجھ میں نہ آئے۔ تو یہی خیال کرنا چاہیئے۔ کہ ممکن ہے۔ اسوقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات سمجھنے میں کسی کو غلطی لگ گئی ہو۔ یا بعد میں ہی امتداد زمانہ کے باعث اس میں کچھ ردوبدل ہو گیا ہو۔

احادیث میں مسیح موعودؑ کا جو کام بتایا گیا ہے۔ وہ

کسر صلیب اور قتل خنزیر

ہے۔ خنزیر کے متعلق قرآن کریم نے بتایا ہے۔ کہ یہ یہود کا نام ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت (مائدہ) اور صلیب عیسائیت کا نشان ہے۔ پس یقتل الخنزیر کے یہ معنی ہونگے۔ کہ یہودیت کی روح کو کچل دیگا۔ اور

یکسر الصلیب کے معنے

ہوئے۔ کہ عیسائیت کو مٹا دیگا۔ یہ معنے تو نہیں ہو سکتے۔ کہ وہ کتوں کو ساتھ لے کر جنگلوں میں مارا مارا پھریگا۔ اور سؤروں کا شکار کرے گا۔ کیونکہ جو نبی آخری زمانہ کے فتنہ کو جو سب سے بڑا فتنہ ہے۔ دور کرنے کے لئے مبعوث کیا جائیگا۔ اس کا یہ کام نہیں ہو سکتا۔ کہ جنگلوں میں خنازیر کا شکار کرتا پھرے۔ یا یہ کہ صلیبوں کو توڑتا رہے۔ اس کے لئے مسیح کی کیا خاص ضرورت تھی۔ کہ اتنے سو سال سے خدا تعالےٰ نے اسے زندہ اپنے پاس بٹھلا رکھا۔ یہ کام تو ہر شکاری کر سکتا ہے۔ پس ماننا پڑے گا۔ کہ اس کے معنے وہی ہو سکتے ہیں۔ جو حضرت مسیح کی

شان اور عظمت کے مطابق

ہوں۔ صلیب سے مراد لکڑی کی صلیب نہیں۔ بلکہ شرک کی صلیب مراد ہے۔ اسے توڑے گا۔ کفارہ کے عقیدہ کو باطل کرے گا۔ اور شریعت قائم کرے گا۔ کیونکہ صلیب اس امر کی علامت ہے۔ کہ شریعت کی ضرورت نہیں رہی۔ عیسائی کہتے ہیں۔ حضرت مسیح ہمارے گناہوں کے لئے کفارہ ہو گئے۔ اور شریعت لعنت ہے۔ کیونکہ یہ ہمیں اس بات کی طرف لے جاتی ہے۔ جو موسےٰ نے سکھائی تھی۔ اور جس سے حضرت مسیح نے ہمیں نجات دی تھی۔ پس صلیب نشان ہے اس بات کا کہ دنیا سے شریعت اٹھائی گئی۔ اور اب اعمال کی ضرورت نہیں۔ صرف مسیح پر ایمان لے آنا نجات کے لئے کافی ہے۔ اور اسے توڑنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ شریعت کو دوبارہ قائم کیا جائے ؛

یہود کو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ تم ظاہر پر جاتے ہو۔ باطن میں نہیں غور کرتے۔ وہ اسی قدر کافی سمجھتے تھے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہو جانے سے ہی نجات مل جاتی ہے۔ یا مثلاً عید کے موقع پر فاختہ کو چھوڑ دینا ہی کافی ہے۔ گویا مسیحیت نے جہاں شریعت کو بالکل مٹا دیا۔ یہودیت نے شریعت کے صرف ظاہر کو ہی لے لیا۔ اور مغز کو بالکل چھوڑ دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو حدیث ہے۔ اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ ایک تو وہ شریعت قائم کریگا اور دوسرے ان لوگوں کی اصلاح کرے گا۔ جو ظاہر پرست ہوتے ہیں۔ اور

اصلاح قلب اور نورانیت

کو بھول جاتے ہیں۔ مثلاً نماز پڑھ لی۔ روزہ رکھ لیا۔ یا کسی جانور کی قربانی کر کے سمجھ لیا۔ کہ بس عبادت ہو گئی۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مسیح دوبارہ آ کر ان دونوں قسم کے لوگوں کو

وسطی درجہ

پر لے آئیگا۔ اور اس بات کو دنیا میں قائم کرے گا۔ کہ نہ تو شریعت کی اتباع کے بغیر نجات ہو سکتی ہے۔ اور نہ طہارت قلب کے بغیر شریعت فائدہ دے سکتی ہے۔ یہ کام ہے جو مسیح موعودؑ کا بیان کیا گیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ کام کیا ہے یا نہیں۔ یہ صلیبی بات مسلمانوں میں بھی پیدا ہو چکی تھی۔ بعض سمجھنے لگے تھے۔ کہ عربوں کی حالت ایسی تھی۔ کہ ان کی اصلاح بغیر مجاہدات کے نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن اب نماز روزہ کی ضرورت نہیں۔ حتیٰ کہ بعض مبلغین اسلام تک یہ کہنے لگ گئے تھے۔ کہ بنچ پر بیٹھے بیٹھے ذرا سر جھکا لینے سے نماز ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسلام کے بتائے ہوئے طریق نماز پر عمل کرنے سے پتلون خراب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح عرب لوگ وحشی تھے۔ اس لئے انہیں ایسے روزہ کی ضرورت تھی۔ کہ سارا دن بھوکے پیاسے رہیں۔ لیکن آج ایسی سختی ضروری نہیں۔ چائے اور بسکٹ صبح وشام کھا لینے سے روزہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ تو ایک طرف مسلمانوں کا ایک طبقہ اس طرف راغب تھا۔ اور دوسری طرف علماء نے

یہود کا رنگ

اختیار کر لیا تھا۔ وہ صرف یہ دیکھنے لگ گئے تھے۔ کہ پاجامہ ٹخنے سے نیچے نہ ہو۔ باطن کی طرف ان کی توجہ بالکل نہ رہی تھی۔

اخلاق اور خشیت الٰہی

انکے نزدیک کوئی چیز نہ تھی۔ کسی کے ظاہر کو دیکھ کر ہی اس کے جہنمی ہونیکا فتویٰ عائد کر دیتے تھے۔ اور لباس۔ داڑھی

ہو نچھ دیکھکر ہی کافر قرار دیدیتے تھے۔ وہ محض ظاہر پرست ہو گئے۔ اور حقیقت ان کے اندر مطلقاً نہیں تھی۔ درمیانی رَوبھی دل کی طہارت اور شریعت کی پابندی دنیا میں موجود نہ تھی۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے آکر اسے پیدا کر دیا۔ ایک طرف تو

بڑے بڑے تعلیم یافتہ

اور اعلےٰ درجہ کی ڈگریاں رکھنے والوں کو پابند نماز۔ تہجد گذار۔ زکوٰۃ اور دیگر اسلامی احکام بجا لانے والے بنا دیا اور دوسری طرف ان مُلّا لوگوں کو جو بالکل ظاہر پرست رہ گئے تھے۔ یہ سکھا دیا کہ اب وہ نمازوں میں روتے اور باطنی صفائی کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ گویا انگریزی خواں اور علماء دونوں طبقوں کو اپنی جماعت میں لاکر ان کے اندر تغیر پیدا کر دیا۔

اس میں شبہ نہیں۔ کہ عیسائیت اب بھی موجود ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس کے تنزل اور اسلام کی ترقی کا بیج بو دیا گیا ہے یا نہیں۔ جبکہ بیج بو دیا گیا۔ تو اب وہ خود ترقی کرے گا۔

انبیاء کی ترقیات

کی مثال قرآن کریم نے یوں دی ہے۔ کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ۔ فاستویٰ علےٰ سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت منھم مغفرۃ واجرا عظیما۔ احادیث میں جو ترقیات بیان کی گئی ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے آخری زمانہ کا نقشہ ہے۔ جو اس وقت شاخ کی صورت میں نظر آرہا ہے۔ تمام انبیاء کے سلسلوں کی یہی مثال ہے۔ ہاں صاحب شریعت نبی اپنے زمانہ میں حکومت حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنے عملی نمونہ سے اسے نافذ نہ کر جاتے۔ تو بعد میں شک پیدا ہو سکتا۔ لیکن بعد میں آنے والوں کے ساتھ چونکہ شریعت نہیں ہوتی۔ وہ صرف

شریعت کا مغز

لوگوں کو سمجھانے کے لئے آتے ہیں۔ اور نمونہ پہلے موجود ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی ترقیات کا سلسلہ لمبا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح آئے۔ لیکن اپنی زندگی میں انہوں نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ محض ایک غریب سی جماعت تھی۔ لیکن وہ اس روح کو لے کر اُٹھی۔ کہ اس تعلیم کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ اور پھر کر دیا۔ دیکھنا صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ بیج پڑ گیا ہے یا نہیں۔ اور

ترقی کے آثار

شروع ہو گئے ہیں یا نہیں۔ اس زمانہ میں دیکھ لو۔ باوجودیکہ اباحت اس قدر ترقی کر گئی ہے۔ کہ نوجوان بھارت سبھا

جس میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ برملا مذہب کو مٹانے کا اعلان کر رہی ہے۔ اور پھر بعض مسلمانوں نے اسمبلی میں کہدیا۔ کہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ قرآن نے مسلم لڑکی کی شادی کو غیر مسلم سے کیوں کرنا جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ حکم صریح طور پر قرآن کریم میں موجود ہے۔ مگر وہ نہیں مانتے۔ ایسے زمانہ میں ایک ایسی جماعت کا پیدا ہو جانا جو اسلام کو غالب کرنے کے لئے دنیا کے دور دراز حصص میں نکل جائے۔ اور پھر وہ کوئی ایسی امیر جماعت بھی نہیں۔ کہ سمجھا جا سکے۔ ان میں سے بعض لوگ بطور شغل بیرونی ممالک میں چلے گئے۔ بلکہ ایسی کنگال جماعت ہے۔ کہ اس میں غالباً ۴۰ فیصدی ایسے ہونگے۔ جنھیں

دو وقت روٹی

بھی میسر نہ آتی ہو۔ مگر اس کا ہر فرد اپنا پیٹ کاٹ کر دین کی اشاعت میں حصہ لے رہا ہے۔ اور یورپ میں جہاں لوگوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا تھا۔ اس جماعت کی کوششوں سے ایسے آدمی پیدا ہو چکے ہیں۔ جو قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ نماز ادا کرتے ہیں۔ اور روزے بھی رکھتے ہیں۔ پس

کفر کے مرکز

میں ایسی تعلیم کو پھیلا دینا ثابت کرتا ہے۔ کہ قدم ٹھیک اُٹھ رہا ہے۔ اور اپنے وقت پر ضرور ترقی ہوگی۔

غرض حضرت مرزا صاحبؑ نے وہ کام تو کر دیا ہے جو آنے والے مسیح کے لئے مقرر تھا۔ اب آنے والے کے لئے کوئی اور کام باقی نہیں۔ اور اسلئے کسی اور کے آنیکی کوئی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔ یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے۔ کہ کسی کے لئے خدا تعالیٰ نے کوئی کام مقرر کیا ہو۔ اور اسے کوئی دوسرا آکر کر جائے۔ پس دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ شکل اور کام وہ ہے یا نہیں۔ جو بیان کیا گیا۔

لباس کا تغیر و تبدل

قابل توجہ امر نہیں ہوا کرتا۔ یوں تو رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے متعلق بھی بعض ایسی پیشگوئیاں تھیں۔ جن کے متعلق آجتک مفسرین لکھ رہے ہیں۔ کہ ان کی یہ تاویل تھی۔ سو اگر وہاں بعض کی تاویل کی ضرورت پیش آئی۔ تو اگر اب بھی ایسا ہو تو کیا حرج ہے۔

عیسائیت میں بھی

تنزل کے آثار

شروع ہو چکے ہیں۔ اور عیسائیوں کا غلبہ مٹ رہا ہے۔ آج سے پچاس سال قبل کسی کو یہ خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ انگریز کبھی ہندوستان کو حقوق دیدینگے۔ لیکن اب وہ آہستہ آہستہ دے رہے ہیں۔ پھر انکی تجارتی طاقت بھی ٹوٹ رہی ہے۔ کوئی زمانہ تھا۔ کہ انگریز کہتے تھے۔ ہم یورپ کی دو بڑی سے بڑی طاقتوں سے دوگنا بحری بیڑا رکھیں گے۔ اسی زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی فرمائی۔

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں آثارِ ضعف و اختلال

اسکے کچھ عرصہ بعد جب ملکہ وکٹوریہ فوت ہوئیں۔ تو اس سلطنت میں

آثارِ ضعف

شروع ہو گئے۔ ہندوستان میں جو رَو آج نظر آرہی ہے۔ یہ دراصل جنگ ٹرانسوال کے زمانہ میں ہی شروع ہو گئی تھی۔ اسوقت ہندوستانیوں نے خیال کیا۔ کہ اگر یہ تیس لاکھ انسان انگریزوں کو تنگ کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اسی وقت سے یہ کشمکش شروع ہوئی۔ اور پھر روز بروز ضعف زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا۔ یورپ کی دو قوموں سے دس فیصدی زیادہ بیڑا ہم رکھیں گے۔ پھر یہ ہوا کہ دو قوموں کے برابر رکھینگے۔ اور اب امریکہ سے معاہدہ کیا ہے۔ کہ اسکے برابر رکھینگے۔ تو طاقت اور قوت ٹوٹ رہی ہے۔ دیوالے نکل رہے ہیں۔ جس کے معنے یہی ہیں۔ کہ

عیسائیت کا غلبہ

مٹ رہا ہے۔ اب عیسائیت کھڑی رہ ہی نہیں سکتی۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے مسیح کو مار دیا۔ اور اس طرح اسلام کو عیسائیت کے غلبہ سے بچا لیا۔ بلکہ اناجیل سے وفات مسیح ثابت کر کے باقی دنیا کو بھی عیسائیت کے غلبہ سے محفوظ کر دیا ہے۔ اور اب وہ کہیں بھی جا کر یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ مسیح زندہ ہے۔ کیونکہ ایک چینی یا جاپانی یا ہندو قرآن کریم کو اگرچہ نہیں مانتا۔ لیکن فوراً انجیل نکال کر سامنے رکھ دیگا۔ کہ دیکھو اس سے بھی وفات ہی ثابت ہوتی ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب نے ایک ایسا حربہ چلایا ہے جس سے عیسائیت کیلئے کوئی میدان باقی نہیں رہا۔ اب سمجھ میں نہیں آتا۔ آنیوالے کیلئے کونسا کام باقی رہ گیا ہے۔ اور وہ آکر کیا کریگا۔ اس حالت کو مدنظر رکھکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

حضرت ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرشِ راہ ٭ کوئی ہمکو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائینگے کیا

حضرت مسیح آئیں۔ سو دفعہ آئیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے نبی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آکر کرینگے کیا۔ جو کام انکے لئے مقرر تھا۔ وہ تو حضرت مرزا صاحب نے کر دیا ہے۔ اسلئے ماننا پڑیگا کہ حضرت مرزا صاحب ہی وہ مسیح ہیں جنکی آمد کی پیشگوئی احادیث میں ہے۔

عُلماء کیوں نہیں مانتے

اسکے بعد سائل نے دریافت کیا۔ کیا علماء اندھے ہیں۔ جو مانتے نہیں۔ فرمایا رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے تو

اس زمانہ کے علماء

کو شرمن تحت ادیم السماء یعنی بدترین مخلوق قرار دیا ہے۔ اور دراصل کسی آنیوالے کی ضرورت بھی اسیوقت ہوتی ہے جب علماء بگڑ جائیں۔ یہ جبتک یہودی علماء میں علم باقی تھا۔ اور وہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرتے رہے تب رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نہ آئے۔ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کے آنیکا مطلب ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ علماء کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان علماء کو چیلنج دیا کہ میرے مقابل میں آکر تفسیر لکھو۔ اگر ان علماء میں علم ہوتا۔ تو وہ اسے قبول کیوں نہ کرتے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے

یہ تفسیر کا کام میرا ہے یا اس کا جو مجھ سے ہو۔ اور اسطرح یہ دروازہ اپنی جماعت کے سے بھی کھلا رکھا۔ اب میں نے بھی کئی بار چیلنج دیا ہے۔ کہ قرعہ ڈال کر کوئی مقام نکال لو۔ اگر یہ نہیں۔ تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو۔ بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو۔ غور کر لو۔ اور مجھے وہ نہ بتاؤ پھر میرے مقابل میں آ کر اس کی تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لیگی۔ کہ

علوم کے دروازے

مجھ پر کھلتے ہیں۔ یا ان پر۔ مگر کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ کہ سامنے آئے۔ اخبارات میں صریح طور پر ان لوگوں کا اقرار ہوتا ہے۔ کہ ہماری حالت گرگئی ہے۔ قرآن شریف میں تو ہے۔ کہ انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلمآء یعنی

صحیح دین کو ماننے والے

ہی علماء ہوتے ہیں۔ نہ کہ ظاہری علم کا ماہر۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے عام طور پر ان پڑھ ہی تھے جب تک علماء کی حالت درست رہے۔ کسی کے آنیکی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور میرا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ اگر ایک بھی حقیقی عالم موجود ہو جب بھی کوئی مامور نہیں آتا۔ کیونکہ ایسے

ثواب سے محروم

کرنیکا ذریعہ ہوگا۔ اگر مجھے علم دین ہے۔ تو مامور آنیسے میں تو خدمت دین سے محروم ہو جاؤنگا۔ مامور بھیجنے کے معنے سہارا دیکر کھڑا کرنا ہے۔ اگر پہلے ہی کسی

جدید انگلش ٹیچر اور زبان خلق

میاں فضل حسین صاحب۔ ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شملہ مصنف نے ایسے طریقوں سے کام لیا ہے۔ کہ طالبعلم جلد اور آسانی سے انگریزی سیکھ سکتے ہیں۔ ماسٹر سالگرام صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ڈی۔ اے۔ وی۔ مڈل سکول جاڈلہ ضلع ہوشیار پور

بلا استاد انگریزی سیکھنے والوں کیواسطے بے نظیر کتاب ہے۔

> اگر لایق استاد کا کام نہ دے۔ تو ایک ہفتہ کے اندر کل قیمت معہ محصولڈاک واپس۔

ایس گوپال سنگھ سلطان ونڈ ضلع امرتسر میں انگریزی میں بہت ہی کمزور تھا۔ مگر جدید انگلش ٹیچر (مصنفہ صدیق الحسن خان سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول شملہ) کے طفیل انگریزی گرامر بہت اچھی طرح سیکھ گیا ہوں۔ اور اب امید کرتا ہوں۔ کہ امتحان انٹرنس میں ضرور پاس ہو جاؤنگا

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک جو اس لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ کہ یہ کتاب بہت جلد اور آسانی سے انگریزی سکھاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک معمولی اردو دان بھی چند ہی روز میں گفتگو اور ترجمہ کرنے لگ جاتا ہے۔

ملنے کا پتہ

قمر برادرز الف شملہ

طاقت کے انمول موتی

اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ارمان پورے ہوں۔ دل میں امنگ ہو۔ طبیعت میں جوش ہو۔ دماغ میں مسرت ہو۔ چہرہ خوش رنگ ہو۔ معدہ مقوی ہو۔ جسم میں ولولے پیدا ہوں گھر کا چراغ روشن ہو۔ تو آج ہی کنگ آف ٹانکس جو کہ سونا۔ کستوری اور لیستھین جیسی کئی ایک ادویہ کا مرکب ہے۔ استعمال کریں۔

قیمت ساٹھ گولی سات روپے۔ تیس گولی چار روپے مع محصول

تیار کردہ:- **فیض عام میڈیکل ہال قادیان**

زندہ کرامات

بے اولاد احباب توجہ فرمائیں

دنیا میں اکثر احباب داغ حسرت رکھتے ہوئے لاولد فوت ہو جاتے ہیں۔ اور اولاد جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جاتے ہیں اور اپنی قسمت کے شاکی ہوتے ہیں۔ اس مرض کے تدارک کیلئے خاکسار کو ایک نسخہ خلیفۃ المسیح اول جس میں دعا اور دوا دونوں ہیں دستیاب ہوا ہے۔ اور اس قدر موثر ثابت ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹروں اور حکیموں کا لاعلاج مریض تین ماہ کے عرصہ میں اپنے گوہر مقصود کو حاصل کر لیتا ہے۔

ہدیہ بصیغہ وی۔ پی۔ پی صرف پیشگی صہ المشتہر

خاکسار محمد سعید احمدی ورنکلر ٹیچر مڈل سکول ڈہنڈ

تحصیل ترنتارن براستہ چک ممند ضلع امرتسر

نقشہ ذیل میں

وہ سب گھڑیاں درج ہیں جو

دسمبر ۲۹ء کے الفضل میں کئی بار چھپ چکی ہیں۔ اور جلسہ سالانہ پر مقامی اور بیرونی احباب نے بشوق دیکھیں۔ اور خریدیں۔ ہر آرڈر کی گھڑی پوری احتیاط بمعہ ضروری ہدایات اور منصفانہ ذمہ داری سے بھیجی جاتی ہے۔

نمبر	ہوبہو ویسٹ اینڈ مگر قیمت تقریباً نصف	نکل کیس	چاندی کیس	گولڈن
۱	کلائی کی کوٹھی اپنی سائز جیولو ندار	[illegible]	•	[illegible]
۲	سلیدار کے سائز کی جیولو ندار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	کیپ سیک کے سائز کی جیولو ندار			
۴	جیبی میچلس کے مانند ۱۶ سائز جیولو ندار			
۵	اوپر کی ہر ایک گھڑی کی ہمشکل مگر جیبو اچال قیمت پانچ روپے دچھ روپے			
۶	ٹائم پیس جرمنی بڑا الارم ۔۔۔ ریڈیم معہ ڈبل گھنٹی للعہ بی سادہ چار			
۷	سوئیکی یا ویسٹ اینڈ امریکن کلاک و ٹائم پیس کا علیحدہ معلوم کریں			

المشتہر۔ حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یو۔پی

طب ہومیوپیتھی کی مکمل اور نایاب تازہ تصنیف

"پیام صحت" رجسٹرڈ (مشتمل بر دو جلد)

جلد اول۔ دربارہ تشریح جسم انسانی و افعال الاعضا حفظان صحت۔ فلسفہ طب ہومیوپیتھی۔ طریق تشخیص امراض۔ طریق دواسازی خواص الادویہ۔ ضخامت ۴۰۰ صفحات۔ تصاویر و نقشہ جات زائد از دو صد قیمت آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

جلد دوم:۔ دربارہ علم العلاج۔ علامات و اسباب۔ مرض تشریح العلامات۔ دوایہ گری۔ طبی لغات۔ ضخامت گیارہ سو صفحات۔ قیمت بارہ روپیہ علاوہ محصولڈاک

رعایت:۔ ہر دو کے خریدار سے صرف اٹھارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ:۔ ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروزپور

اخبارات کے ریویو۔ نامور اطباء کی آراء۔ مضامین مندرجہ کی تفصیل مفت طلب کریں

مکرمی! السلام علیکم

تقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کر دیا ہوگا کہ معاونت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اسلئے جبتک ان امور کو رواج دیکر سلسلہ میں عام نکیا جائے تب تک یہ ترقی معنوی رکیگی۔ اسلئے آپ کی توجہ اسطرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ گذشتہ اتحاد کی اغراض میں کو اپریشن کرکے قومی بنیاد کو مستحکم کیجئے۔ اور تعاون و امداد باہمی کی بات ہو۔ تو مندرجہ ذیل اشیا کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ اگر ان اشیا سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تو اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں۔ اور ان کے ذریعے آرڈر ہمارے نام ارسال فرمائیں۔ جو آپکے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ اور آرڈر دینے کے مجاز ہوں مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول۔ ہیڈ کلرک پلٹن اور فوجی افسر وغیرہ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے۔ اور سامان بینڈ وغیرہ بکفایت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعتبار والا ہوگا۔ پرائس لسٹ منگایئے گا۔ **نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ**

تبت۔ یارقند۔ چینی ترکستان۔ کشمیر

کا

ہر قسم کا مال

از قسم قالین۔ نمدہ۔ فر۔ جانماز۔ یارقندی کھدر۔ یارقندی رومال کستوری۔ حدوار۔ ممیرہ۔ زہر مہرہ۔ فیروزہ۔ زعفران۔ ست سلاجیت۔ کشمیری ساڑھیاں۔ کشمیری پٹی۔ رنل۔ لوئیاں۔ دھسے۔ کامدار پردے وغیرہ وغیرہ کے متعلق اس پتے سے خط و کتابت کریں:

محمد یوسف بی۔ اے علیگ امیرا صفا کدل سرینگر کشمیر

کامل معالج
سالانہ جلسہ کی رعایت
قیمت نصف اور بکس مفت!
وہ اشخاص جو علاج کا کام کرتے ہیں۔ وہ بھی ۱۲ مارچ کی رعایت سے جس کا اعلان پہلے کیا جاچکا ہے۔ پورا فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ نیچے وہ ادویات لکھی جاتی ہیں جن کو پاس رکھنے سے معالج ہر مرض کا علاج نہایت خوبی و کامیابی سے کر سکیں گے۔ نام اور روپیہ حاصل کریں گے۔ جو سب ادویات اکٹھی منگوائیں۔ ان کو ایک خوبصورت بکس میں قرینے سے رکھ کر بھیجی جاویں گی۔ بکس مفت ہوگا۔ ایک چھوٹا بکس سینکڑوں مریضوں کے علاج کے واسطے کافی ہوگا۔ پرچہ ترکیب استعمال سب کے ساتھ ہوگا۔
Digitized by Khilafat Library Rabwah
۱- امرت دھارا
قیمت دو روپے آٹھ آنہ
۲- کشتہ شنگرف
ضعف اور تمام بادی اور بلغمی امراض کو اکسیر ہے۔ قیمت چھ ماشہ پانچ روپے
۳- کشتہ قلعی
قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ
۴- کشتہ فولاد شنگرفی
مقوی جسم و باہ۔ خون صالح پیدا کرنے والا۔ دافع بخش وغیرہ۔ قیمت چھ ماشہ بارہ آنے
۵- کشتہ گودنتی ہڑتال
ملیریا وغیرہ بخاروں کا علاج ہے۔ چھ ماشہ چار آنے
۶- کشتہ ابرک سیاہ بارد
قیمت ۳ ماشہ دو روپے آٹھ آنے
۷- کشتہ ابرک سیاہ حار
قیمت ۳ ماشہ دو روپے آٹھ آنے
۸- کشتہ بارہ سنگا
پیٹ وغیرہ کو مفید ہے۔ قیمت چھ ماشہ بارہ آنے
۹- کشتہ مرجان
قیمت چھ ماشہ چار آنے
۱۰- کشتہ منور
امراض جگر، یرقان، بخش و سوجن اور ضعف مثانہ کو مفید ہے۔ قیمت چھ ماشہ بارہ آنے
۱۱- کشتہ سنگ یشب
دل کی دھڑکن و دیگر امراض دل و جگر کو نافع ہے۔ قیمت چھ ماشہ بارہ آنے
۱۲- کشتہ سنگجراحت
قیمت چھ ماشہ چار آنے
۱۳- کشتہ تر دھاتہ
۱۴- کشتہ زہر مہرہ
زہروں کا ناشک۔ بچوں کی قے دست وغیرہ کا علاج ہے۔ قیمت چھ ماشہ چار آنے
۱۵- کشتہ سنکھ
خناق۔ کھانسی۔ بخش۔ ضعف معدہ اور زہروں وغیرہ کا علاج ہے۔ قیمت ۱ ماشہ بارہ آنے
۱۶- کشتہ سنگ یہود
امراض گردہ و مثانہ، پتھری و سنگ گردہ کا علاج اور امراض بچگان میں مفید ہے۔ قیمت چھ ماشہ بارہ آنے
۱۷- گولی امرت
پچاس امراض کے واسطے اکسیر اور دست آور ہے۔ قیمت ایک روپیہ
۱۸- گندھارس
قیمت فی شیشی ایک روپیہ
۱۹- دردشکن
سر، کان، دانت یا جسمانی دردیں فوراً کافور ہوتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ
۲۰- دنت لنوا
نزلہ زکام۔ آدھا سیسی وغیرہ کا علاج ہے۔ قیمت ایک روپیہ
۲۱- دست ورچن
جلاب کے واسطے اعلےٰ دوائی۔ دو گولیوں سے جلد صاف۔ قیمت ایک روپیہ
۲۲- سنگ چاک
سفوف ہے۔ مکھن میں ملا کر مرہم تیار ہر قسم کے زخم کو اکسیر ہے۔ قیمت ایک روپیہ
۲۳- میسفوڈین
آیوڈین کی قسم کی دیسی دوائی ورم و درد وغیرہ پر پھایہ سے لگائیں۔ قیمت ایک روپیہ
۲۴- تریاق
قیمت چھ ماشہ آٹھ آنے
ان تمام ادویات کی اصل قیمت ۲۷ روپے ہوئی۔ امرت دھارا کی باقی نصف لگا کر رعایتی قیمت ۱۴ روپے ہوئی۔ بکس ساتھ مفت ہوگا اتنی تھوڑی رقم میں سینکڑوں مریضوں کا علاج کامیابی سے ہو سکتا ہے۔ جو کل بکس نہ لینا چاہیں۔ جو ضرورت ہو منگوائیں۔ مگر خط ۱۲ مارچ کو کسی بھی ڈاکخانہ میں ڈالنا چاہئے۔ آگے پیچھے رعایت نہ ملے گی۔
خط و کتابت و تار کے لئے پتہ
المشتہر منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور
امرت دھارا لاہور
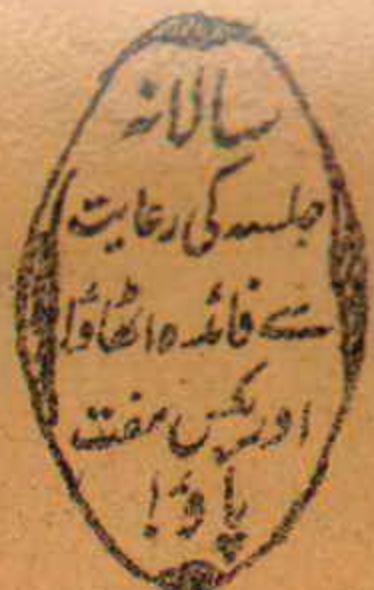
ہر گھر کی ضروریات
۱۲ مارچ کو نصف قیمت اور بکس مفت
سالانہ جلسہ کی رعایت سے فائدہ اٹھاؤ اور بکس مفت پاؤ!
وہ سب چیزیں بمعہ اصل قیمتوں کے نیچے لکھتے ہیں۔ یہ سب جو کسی بھی آپ چاہیں ۱۲ مارچ کو خط ڈالکر ضرور منگوا کر رکھیں آپ کو یہ کام دینگی اور اتنا خرچ اور تکلیف سے بچاوینگی کہ آپ خوش
ہونگے۔ مندرجہ ذیل ادویات کے علاوہ اپنی ضروریات کے مطابق اور جو چیز ضروری ہو وہ اسی دن منگوالیں۔ اگر آپکے پاس فہرست نہیں ہے۔ تو فوراً منگوالیں ۱۲ مارچ کو امرت دھارا
و اسکے مرکبات ۳/۴ قیمت پر اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر دیجاوینگی لیٹر بکس میں خط ۱۲ مارچ کو ڈالیں۔ اور خط میں "۱۲ مارچ کی رعایت" یہ الفاظ لکھ دیں۔
۱۔ امرت دھارا
قیمت ایک روپیہ
۲۔ امرت دھارا مرہم
قیمت ایک روپیہ
۳۔ امرت دھارا صابن
۴۔ امرت دھارا لوزنجز
قیمت سو ٹکیہ چار آنے
۵۔ امرت گولی
قیمت ایک روپیہ نمونہ دو آنے
۶۔ بال سکھ
قیمت ایک روپیہ نصف آٹھ آنے
۷۔ لال جواھر
قیمت دو روپے نمونہ چار آنے
۸۔ اکھ ٹھنڈ
قیمت آٹھ آنے نمونہ ایک آنہ
۹۔ اکھ روشن
قیمت بارہ آنے نمونہ بارہ آنہ
۱۰۔ اناری
قیمت آٹھ آنے
۱۱۔ گندھارس
قیمت ایک روپیہ نمونہ دو آنے
۱۲۔ دنت سنوار
قیمت ایک روپیہ نمونہ چار آنے
۱۳۔ خرماکی
قیمت ایک روپیہ نمونہ چار آنے
۱۴۔ منجن نمبرا
قیمت چار آنے نمونہ ایک آنہ
۱۵۔ محافظ دہن
قیمت آٹھ آنے نمونہ چار آنے
۱۶۔ گولی کھانسی
قیمت ایک روپیہ نمونہ دو آنے
۱۷۔ گولی بخار
قیمت آٹھ آنے
۱۸۔ دردشکن
قیمت ایک روپیہ نمونہ چار آنے
۱۹۔ طلسم تعویذ بخار
قیمت آٹھ آنے
۲۰۔ کشتہ گودنتی ہڑتال
قیمت فی تولہ آٹھ آنے
۲۱۔ پران داتا
قیمت ایک روپیہ
۲۲۔ کرن پیڑا ناشک
قیمت ایک روپیہ نمونہ چار آنے
۲۳۔ جوڑ ناشک
قیمت ایک روپیہ نمونہ آٹھ آنے
۲۴۔ آگ سے جلنے کی دوائی
مفت منگوائیں!
جو صاحب یکل ادویات منگوائیں گے ان کو یہ سب ایک خوبصورت بکس میں قرینہ سے رکھ کر بھیج جاویں گی۔ گویا بکس مفت ہوگا
المشتھر
خط و کتابت و تار کے لئے پتہ
امرت دھارا
امرت دھارا ڈاک خانہ۔ لاہور

ہر کمزور اور ناتوان مرد و عورت اور بچہ کے لئے اکسیر زندگی ہے۔ مفرح یاقوتی دنیا میں ایک ہی مقوی اعضاء رئیسہ اور حرارت غریزی پیدا کرنے والی اکسیر اور لاثانی دوا ہے۔

کمزوری کی ہر قسم کی امراض کو رفع کرنے والی اور جسم میں نئے امراض کی پیدائیش کو روکنے والی اور صحت کو قائم رکھنے والی نایاب چیز ہے۔ جملہ دماغی و جسمانی و اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے شافی طور پر کام دیتی ہے۔ تمام دماغی کام کرنے والوں کیلئے ایک عدیم المثال نعم البدل بے نظیر تحفہ ہے حمل کے ایام میں حفاظت حمل اور وضع حمل کے بعد زچہ و بچہ کی حفاظت و تندرستی کے لئے ضامن صحت ہے۔ المشتھر۔ حکیم محمد حسین مرہم عیسےٰ موجد مفرح یاقوتی بیرون موچی دروازہ لاہور

بعدالت ملک ... خان صاحب نائب تحصیلدار ... مقام ... ورود تحصیل بھلوال ضلع شاہپور سرگودھا ۔ بمقدمہ مثل تقسیم ۱۳۱۴ سال ...
... بخش مدعی ساکن رام رتان بنام ساتول وغیرہ سکنائے ویہہ۔ دعویٰ تقسیم اراضی ... کنال
... رقبہ رام رتان ۔ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں تاحہ یقین پایا گیا ہے کہ مندرجہ ذیل
... باقری ولد راجھو لوڈ بالغ۔ خاتون نابالغ بولایت واڈ و بچاوڑ خود پسران رحمان
... ماہیلاسو وائلہ و دوست محمد پسران رحمان۔ شاہو۔ ولد دائم۔ ولیدا ولد سماٹل۔ ذنابو
... شاہو۔ رحمان پسران حسن۔ و زیادہ ولد حسن۔ و مساۃ بانو دختر عطا محمد و محمد بخش و قادر بخش
... بولایت زیادہ بچہ خود پسران سادہ۔ مساۃ بیگماں بیوہ سلطان احمد۔ پیر بخش ولد سلطان محمد
... و نواب پسران جہرا۔ مساۃ سرداراں بیوہ مراد۔ رحمان ولد عمرا اقوام رتان ... دراد
... ہلو۔ اقوام میراسی۔ سیلا رام نابالغ ولد دیوی داس بولایت رام لبھایا چچہ خود قوم اروڑہ
... ضلع رام رتان۔ محمد بخش ولد قادر بخش ذات ہمیرا سکنہ جھلال پور۔ میلا رام ولد میلا
... خود بھگن بیوہ ہری چند۔ مساۃ بھاگ وتی بیوہ حویلی رام اقوام اروڑہ سکنائے
... ہر بھگوان۔ سرداری لعل پسران ہری رام اقوام اروڑہ سکنا سکنہ حافظ آباد
... جوالا نرائن داس بالغ۔ کرتار۔ رام لبھایا نابالغان بولایت نرائن داس
... پسران بجے رام۔ سنت رام۔ ولد جھنڈا لہ گنپت۔ دولت رام۔ بیلی رام پسران
... سوکھن و رام لبھایا۔ پسران سولا رام۔ لبھایا۔ رام لعل پسران بدھی چند۔
... روڑہ سکنائے رام رتان۔ چمن شاہ ولد حسین شاہ قوم سید سکنہ کوٹلی
... گھسن ولد بخت۔ پنعلی و رحمان رنگا ماں۔ رحمان پسران نکھی۔ نگاہرہ ولد ... لی
... داؤد۔ محرم ولد نابو قوم ہمیدان۔ کرم علی۔ ... علی۔ سردارا پسران رحمان

رحمان گدان۔ پسران تابو۔ خانو۔ شاہو۔ پسران گھلو قوم گیلی سکنائے رام رتان دیدہ دانستہ تعمیل سے گریز کر رہے ہیں۔ اور بلا وجہ مثل تقسیم دیرینہ ہو رہی ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہم مذکور کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ بمقام بھلوال بہ متقرر ... بجے ۱۰ برائے عذرداری حاضر عدالت ہوں۔ اگر اس تاریخ تک وہ حاضر نہ ہوئے تو ان کے برخلاف یکطرفہ کارروائی عمل لائی جائیگی۔ آج بہ دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ (مہر) دستخط نائب تحصیلدار

رشتوں کی ضرورت

(۱) کنوارا راجپوت ۲۴ روپے ماہوار کا عربی مدرس۔ قادیان کا مولوی عالم۔ عمر ۲۵ سال نیک ہے۔ کنواری پڑھی لکھی لڑکی کا خواہشمند ہے۔ تین چار سو تک کا زیور کپڑا چڑھایگا۔

(۲) رنڈوا پٹھان تنخواہ ۵۰ روپے ماہوار۔ تین بچے چھوٹے کی عمر ۵ سال مخلص احمدی عمر ۳۲ سال ہے۔ نوجوان بیوہ کی ضرورت ہے۔ مگر صالحہ ہو دو سو تک کا زیور کپڑا چڑھائیگا۔

(۳) صوفی کنوارا عمر ۳۵ سال گاؤں میں پرچون کا دکاندار مخلص احمدی گذارہ اچھا ہے۔ بڑی عمر کی کنواری یا نوجوان بیوہ کی ضرورت ہے سو دو سو تک زیور کپڑا چڑھائیگا۔

سید غلام حسین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ قادر منزل منٹگمری۔

حبّ اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نورالدین صاحب طبیب کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گود بھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب دوران اندھیرے گھر ذرّہ ذرّہ چراغ ہیں۔ جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اُٹھائیں۔

قیمت فی تولہ عہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں، دانت ہلتے ہوں، گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں، دانتوں سے خون آتا ہو، پیپ آتی ہو، دانتوں میں میل جمتی ہو، زرد رنگ رہتے ہوں، اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲)

سُرمہ نورالعین

اس کے اجزاء موتی و ممیرا ہیں۔ یہ آنکھ کے امراض کا مجرب علاج ہے آنکھوں کی روشنی بڑھانیوالا۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیس دار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرست کرنا اور پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

المشتہر

نظام جان عبد اللہ جان معین الصحت قادیان

بعض پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

چونکہ میں گذشتہ تین سال کے سالانہ جلسوں اور اس قسم کے دیگر مواقع پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے فروخت اراضی کے کام میں حصہ لیتا رہا ہوں۔ اس وجہ سے خرید اراضی کے خواہاں احباب علے العموم میرے پاس بھی آتے ہیں۔ اور نیز بعض احباب جو اپنی خرید کردہ اراضی فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسے میری معرفت بیچنا چاہتے ہیں۔ سو خرید اراضی کے خواہشمند احباب کی اطلاع کے لئے ذیل میں ایسے قطعات کی ایک فہرست شایع کی جاتی ہے جو دوست ان میں سے کوئی قطعہ خریدنا چاہیں۔ وہ خود آکر یا اپنے کسی معتبر کے ذریعہ سے اپنا اطمینان کرکے براہ راست مالکان سے یا میری معرفت سودا کر سکتے ہیں۔ محل وقوع وغیرہ امور نقشہ آبادی قادیان سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ جو چھپ چکا ہے۔ اور کتاب گھر قادیان سے اور بک ڈپو قادیان سے ۱۲ کو مل سکتا ہے۔

اندرون قصبہ

(۱) قطعہ اراضی سفید رقبہ دس مرلہ جو قصبہ کے مشرقی حصہ میں واقعہ ہے۔ جہاں خالص احمدیہ آبادی ہے۔ اور مستورات کی جلسہ گاہ بالکل قریب ہے۔ اس کے پہلو کی دس مرلہ سفید زمین چار سال ہوئے چھ سو روپے کو فروخت ہو چکی ہے۔ قیمت پانچ سو روپیہ۔

محلہ دارالرحمت

(۲) بلاک ۱ قطعہ ۲۷ سالم و ۲۸ ½ من شرق کل رقبہ پندرہ مرلہ یہ قطعہ اس محلہ کے پہلے بڑے چوک پر احمدیہ سٹور کے ساتھ شہر کے پاس واقع ہے۔ اور بہت اچھے موقع کا ہے۔ جن صاحب کا یہ قطعہ ہے۔ وہ محض اپنی کسی مالی ضرورت کی وجہ سے اسے اصل قیمت خرید یعنی چھ سو روپیہ جس میں انہوں نے آٹھ دس سال ہوئے۔ یہ قطعہ خریدا تھا۔ فروخت کرتے ہیں۔

(۳) بلاک ۱ قطعہ ۳۰ رقبہ ایک کنال متصل احمدیہ سٹور۔ یہ قطعہ شہر کے بڑے بازار کے سامنے پچاس فٹ کی سڑک پر واقع ہے۔ ایک طرف دس فٹ کی گلی ہے۔ دکانوں کے لئے بہت عمدہ موقع ہے۔ اس قطعہ کے مالک بھی اپنی کسی مالی ضرورت کے باعث اسے اصل خرچ پر فروخت کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ جو ایک ہزار روپیہ ہے۔ نو سو پچیس روپیہ زر خرید ہے۔ اور پچھتر روپیہ بنیادوں پر صرف ہوا۔ یہ قطعہ کئی سال کا ان کا خریدا ہوا ہے۔

(۴) بلاک ۳ قطعہ ۱۲ رقبہ ایک کنال۔ جس کے ایک طرف بیس فٹ کا بازار ہے۔ اور دوسری طرف بھی نقشہ کی ترتیب کے مطابق بیس ہی فٹ کا بازار ہوگا۔ پرانی آبادی سے نیز مسجد محلہ سے (جو اس محلہ کے بلاک ۵ قطعہ ۵ میں واقع ہے) بہت قریب ہے۔ قیمت پانچسو روپیہ۔

(۵) بلاک ۵ قطعہ ۲۱ نصف من غرب رقبہ دس مرلہ۔ اس کے ایک طرف بیس فٹ کا بازار ہے۔ آبادی کے اندر ہے۔ قیمت اڑھائی سو روپیہ۔

(۶) بلاک ۸ قطعہ ۱۱ رقبہ ایک کنال۔ یہ قطعہ برلب سڑک کلاں۔ مابین محلہ دارالعلوم و محلہ دارالرحمت واقع ہے۔ اور اس کی دوسری طرف بیس فٹ کا بازار ہے۔ جامعہ احمدیہ کی عمارت سے بھی بہت قریب ہے۔ اور بورڈنگ ہائی سکول سے بھی۔ قیمت چھ سو روپیہ۔

(۷) بلاک ۸ قطعہ ۱۲ جو مذکورہ بالا قطعہ کے ساتھ متصل ہے۔ رقبہ اٹھارہ مرلہ سے کچھ اوپر ہے۔ ایک طرف بیس فٹ کا بازار ہے۔ قیمت ساڑھے تین سو روپیہ۔

محلہ دارالعلوم

(۸) چار کنال کا ایک قطعہ برلب سڑک کلاں مذکور جو محلہ دارالرحمت کی بلاک ۸ کے سامنے واقع ہے۔ جامعہ احمدیہ کی عمارت سے اور بورڈنگ ہائی سکول سے بہت قریب ہے۔ قیمت سالم قطعہ کی صورت میں پچیس روپیہ فی مرلہ اور اس سے کم کی صورت میں حصہ مطلوبہ کی حیثیت کے مطابق پینتیس روپیہ فی مرلہ سے لیکر پچیس روپیہ فی مرلہ تک۔

(۹) چھ کنال کا ایک قطعہ متصل عمارت جامعہ احمدیہ جانب غرب جو بہت اچھے موقع کا ٹکڑا ہے۔ قیمت بشرح بیس روپے فی مرلہ۔

(۱۰) اڑھائی کنال کا ایک قطعہ جو مذکورہ بالا قطعہ کے ساتھ متصل ہے۔ اور اس کے ایک حصہ میں ایک مکان بھی بن چکا ہے۔ قیمت بشرح پچیس روپیہ فی مرلہ سالم قطعہ کے خریدار کیلئے مزید گنجائش کی بھی رعایت ہے۔

(۱۱) ایک صاحب کے چند اکٹھے یکجائی قطعات برلب سڑک کلاں مابین محلہ دارالعلوم و محلہ دارالرحمت قابل فروخت ہیں۔ جو جامعہ احمدیہ کی عمارت سے بہت ہی قریب ہیں۔ اور ایک موزوں مستطیل کی شکل پر ہیں جس کا طولانی حصہ مذکورہ سڑک پر ہے۔ اور عرضی حصہ جامعہ احمدیہ کی طرف کا ہے۔ ان قطعات کا رقبہ مجموعی طور پر ساڑھے پانچ گھماؤں کے قریب ہے۔ جنہیں ایک ہی قطعہ سمجھنا چاہئے۔ جس میں ایک موزوں نقشہ کے ماتحت کوچے اور بازار رکھکر ایک اچھا موزوں شکل کا محلہ تیار ہو سکتا ہے۔ اور کوٹھیوں کے لئے بھی بہت اچھا موقعہ ہے۔ قیمت کا تصفیہ مالک قطعات سے بالمشافہ یا میری معرفت کیا جا سکتا ہے۔

محلہ دارالفضل شرقی

(۱۲) قطعہ ۱۷ رقبہ ایک کنال برلب ریلوے روڈ۔ یہ قطعہ بہت اچھے موقعہ کا ہے۔ ریلوے اسٹیشن منڈی قادیان۔ اور مسجد محلہ (جو اس محلہ کے قطعہ ۱۰ میں تیار ہونے والی ہے) بہت قریب کی ہیں۔ ایک طرف بیس فٹ کا بازار بھی ہے۔ قیمت ساڑھے سات سو روپیہ۔

(۱۳) قطعہ ۱۸ نصف من شمال رقبہ دس مرلہ یہ قطعہ مذکورہ بالا قطعہ ۱۷ کے ساتھ ملحق ہے۔ ایک طرف بیس فٹ کا بازار اور ایک طرف دس فٹ کی گلی۔ قیمت دو سو پچاس روپیہ۔

(۱۴) قطعہ ۲۶ رقبہ ایک کنال برلب ریلوے روڈ متصل قطعہ ۲۵ بجانب مشرق ایک طرف ریلوے روڈ ہے۔ اور ایک طرف دس فٹ کی گلی ہے۔ قیمت سات سو روپیہ۔

(۱۵) قطعہ ۹۱ نصف من شمال رقبہ دس مرلہ اس قطعہ کے ایک طرف دس فٹ کا بازار ہے۔ اور ایک طرف دس فٹ کی گلی۔ اور باقی دو طرف مکانات بن چکے ہیں۔ بنیادیں تیار شدہ ہیں۔ پاس ہی قریباً تیس گز کے فاصلہ پر احمدیہ فارم ہے۔ اور قریباً دو سو گز کے فاصلہ پر منڈی قادیان۔ موقع بہت اچھا ہے۔ قیمت سوا تین سو روپیہ۔

خاکسار

محمد اسمٰعیل مولوی فاضل قادیان

ہندوستان کی خبریں!

——— جدید دہلی۔ ۲۷ر فروری۔ آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس تین گھنٹہ سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔ فرقہ دار اور سیاسی اختلافات کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کرنے اور قطعی فیصلہ پر پہونچنے کی غرض سے تیس اشخاص پر مشتمل ایک مجلس ماتحت مقرر کی گئی۔ سر اے۔ پی۔ سپرو مجلس کے صدر مقرر ہوئے۔

——— جدید دہلی۔ ۲۸ر فروری۔ سر جارج شوسٹر نے اسمبلی میں ۳۲-۱۹۳۱ء کا میزانیہ پیش کیا۔ ٹیکس عائد کرنے کے متعلق میزانیہ میں جو تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے اہم حسب ذیل ہیں۔ (۱) مٹی کے تیل کے اکسائز کا محصول ایک آنہ سے بڑھا کر ڈیڑھ آنہ کر دیا گیا ہے۔ (۲) مٹی کے تیل پر درآمد کے محصول میں تخفیف کر کے ۲ر آنے تین پائی کر دیا گیا ہے۔ (۳) شکر پر درآمد کا محصول بڑھا کر ڈیڑھ روپیہ فی ہنڈرڈ ویٹ کر دیا گیا ہے۔ (۴) ۱۵ ہزار یا اس سے زائد آمدنی پر انکم ٹیکس ایک پائی فی روپیہ کے حساب سے بڑھا دیا گیا ہے۔ (۵) روئی پر محصول بڑھا کر ۱۱ فیصدی سے ۱۵ فیصدی کر دیا گیا ہے۔ انکم ٹیکس کے علاوہ دیگر اضافہ شدہ محاصل یکم مارچ سے نافذ ہونگے۔

——— لائلپور میں کچھ عرصہ سے "دی گنیش فلور ملز کمپنی" کے زیر اہتمام بناسپتی گھی کا ایک کارخانہ تیار ہو رہا ہے۔ جو اب قریب قریب مکمل ہو چکا ہے۔ اور تھوڑے دنوں تک اپنا کام شروع کر دے گا۔ اس کارخانہ کے لئے کمپنی نے چھ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔ جس میں ڈیڑھ سو من گھی روزانہ تیار ہوا کرے گا۔

——— امرتسر۔ ۲۸ر فروری۔ دہلی سے اکالی اخبار کے نامہ نگار خصوصی نے حسب ذیل خبر دی ہے۔ ریاست پٹیالہ کے فنانس اور ریونیو کا چارج مہاراجہ سے لینے کے لئے سر گانٹلٹ سابق آڈیٹر جنرل اور سر ایبٹ سابق چیف کمشنر دہلی کو مقرر کر دیا گیا ہے۔ جلد ہی ایک اور برطانوی افسر پٹیالہ میں مقرر کر دیا جائیگا۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ ریاست کے اخراجات میں بہت بڑی تخفیف عمل میں لائی جائیگی۔

——— دہلی۔ ۲۸ر فروری۔ مسٹر جناح کی زیر صدارت مسلم لیگ کی کونسل کا اہم اجلاس منعقد ہوا۔ لیگ کی دونوں شاخوں کے [illegible] اب شریک جلسہ تھے۔ سر شفیع بھی موجود تھے۔ [illegible] گونج میں یہ اعلان کیا گیا۔ کہ لیگ کی دونوں شاخوں کو ملا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد سر شفیع اور مسٹر جناح ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔ اجلاس ہذا میں ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ جس میں فرقہ وارانہ سوالات کا حل کرنے والے اصحاب کی کوششوں کا خیر مقدم کیا گیا۔ لیگ کی کونسل کا آئندہ اجلاس ۱۴ر مارچ کو ہوگا۔ جس میں لیگ کے آئندہ سالانہ جلسہ اور اس کے صدر کے متعلق غور کیا جائیگا۔

——— اندور۔ ۲۸ر فروری۔ مسٹر آنند راؤ بھنڈ کی بیوی جیا بائی نے مسٹر عبدالرشید کے خلاف بدیں غرض جو مقدمہ دیوانی دائر کر رکھا تھا۔ کہ موخر الذکر کو مدعیہ کی نابالغ لڑکی ہنسا بائی کے ساتھ شادی کرنے سے باز رکھا جائے۔ اس مقدمہ میں شہر اندور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۱۴ر فروری کو فیصلہ سنا دیا۔ جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا۔ کہ شہادت سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ لڑکی نابالغ نہیں۔ بلکہ بالغ ہے۔ اور بالغ ہونے کی صورت میں اسے اپنے متعلق کلی اختیار ہے۔ قانون کی کسی دفعہ کے ماتحت اسے عبدالرشید کے ساتھ شادی کرنے سے منع نہیں کیا جا سکتا ہے۔

——— اسیران کاکوری نے جو بریلی جیل میں ہیں۔ مقاطعہ جوعی ترک کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ سرکاری اعلانات کو محض غیر مکمل اور لغو سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے مطالبات پورے نہیں کئے گئے۔

——— نئی دہلی۔ ۲۵ر فروری۔ پچاس سے زائد راجگان کی موجودگی میں لارڈ ارون وائسرائے ہند نے ایوان والیان ریاستہائے ہند کے دسویں اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ فخر کی بات ہے۔ کہ گذشتہ دس سال میں برطانی حکومت کو بہت کم موقعوں پر ریاستوں کے معاملات میں دخل دینے کی نوبت آئی ہے۔ آجکل پروپیگنڈا کا زمانہ ہے ایک کی خامیوں کی وجہ سے تمام جماعت بدنام ہو جاتی ہے۔ حکومت آپ لوگوں کے معاملات میں صرف اسی حالت میں دخل دیتی ہے۔ جب آپ، آپ کی رعایا، ہندوستان اور سلطنت کے مفاد کے خیال سے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آئندہ مداخلت کی نوبت اور بھی کم آیا کرے گی ؎

——— کلکتہ۔ ۲۸ر فروری۔ کلکتہ پولیس مرکنٹائل بنک کے ایک چپڑاسی کی تلاش میں سرگرداں رہی جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ کرنسی آفس سے ایک لاکھ ۴۸ ہزار روپیہ لے کر غائب ہو گیا ہے۔

——— بمبئی۔ ۲۶ر فروری۔ جی آئی۔ پی۔ ریلوے یونین کی انتظامیہ کمیٹی نے ریلوے کے ہڑتالیوں میں تقسیم کرنے کیلئے ۱ ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں!

——— روما۔ ۲۷ر فروری۔ ان حلقوں میں جن کا سابق بادشاہ امان اللہ خان سے ذاتی تعلق ہے۔ اس خبر کی تردید کی جاتی ہے کہ امان اللہ خان تخت افغانستان کے دعویدار ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ امان اللہ کا ارادہ اپنے محل واقع روما میں مستقل طور پر قیام کرنے کا ہے۔ اور کمال پاشا سے محض دوستانہ تعلقات کی وجہ سے ملنے گئے ہیں۔

——— رگبی۔ ۲۵ر فروری۔ یہاں کے اخبارات اس کانفرنس کی کامیابی پر شکریہ کا اظہار کر رہے ہیں جو ہفتہ مختتمہ کے دوران میں خاؤ واقع خلیج سے پرے "لیوپن" نامی جہاز پر امیر فیصل شاہ عراق اور سلطان ابن سعود کے درمیان ہوئی ان دونوں نے "لیوپن" نامی جہاز پر جس میں عراق کے برطانی ہائی کمشنر سر فرانسس ہمفرے موجود تھے۔ سوار ہو کر ہدایائے خیر مقدم کا مبادلہ کیا۔ باہم بغلگیر ہوئے۔ اور ہاتھ میں ہاتھ دیکر سیلون کی طرف گئے۔ دونوں نے برطانیہ کی حکومت اور اس کے حکام کا شکریہ ادا کیا۔ کہ انہوں نے عربوں کی قدیم مخالفت اور عناد کا خاتمہ کرنے کی کوشش کر کے ان کی کانفرنس کا انتظام کیا۔ ایک معاہدہ مرتب ہوا۔ جس میں قرار پایا کہ ہمسائگی کے تعلقات استوار کئے جائیں۔ اور سابقہ جھگڑوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ آخر دونوں بادشاہ نمائندگان حکومت برطانیہ کی سرگرمیوں کے لئے مزید خیر سگالی اور سپاس گذاری کا اظہار کرنے کے بعد اپنی اپنی دارالحکومتوں کو واپس تشریف لے گئے۔

——— لنڈن۔ ۲۸ر فروری۔ لبرل ایسوسی ایشن میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ میکسٹن نے کہا۔ کہ ہندوستانی مسئل کے سلسلہ میں آئینی مسائل کا سوال زیادہ اہم نہیں ہے۔ بلکہ فرقہ وارانہ اور سوشل مسائل حل طلب ہیں۔ سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے لارڈ موصوف نے کہا۔ کہ ہندوستانی لیڈروں کی ناتجربہ کاری ہندوستانیوں کے اندرونی اختلافات اور ان کی بنیادی کمزوری کی وجہ سے برطانیہ ہندوستان میں اپنی حکومت سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔

——— لنڈن۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اواخر مارچ میں وزیر اعظم نحاس پاشا کے زیر قیادت ایک مصری وفد معاہدہ برطانیہ و مصر کے متعلق گفت و شنید کی غرض سے لنڈن پہونچیگا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مصر اور سوڈان کے ہائی کمشنر سے استدعا کی گئی ہے۔ کہ وہ گفت و شنید کے ایام میں لنڈن میں موجود رہیں ؎

(احمد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کمیٹی قادیان سے شائع کیا)